جلد ۷ نومبر ۱۹۶۶ء شمارہ ۱۱

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (اٰلِ عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ چندہ چھ روپے فی پرچہ ساٹھ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر
(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان!

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

نومبر ۱۹۶۶ء

ایڈیٹر
مسعود احمد دہلوی

فی پرچہ ۶۰ پیسے

سالانہ چندہ چھ روپے

فہرست مضامین

طابع وناشر چوہدری محمد ابراہیم، مطبعہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت، دفتر ماہنامہ انصار اللہ دارالصدر جنوبی ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شمارہ ۱۱	ماہنامہ انصار اللہ ربوہ	جلد ۷

نومبر ۱۹۶۶ء

خلافتِ ثالثہ کے مقدس دور میں منعقد ہونے والا

انصار اللہ کا پہلا اجتماع اور اس کی غیر معمولی برکات

خدائی تائید و نصرت کے تابندہ و درخشندہ نشانات

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور میں نبوت اور خلافت کی ضرورت و اہمیت کو لیمپ کی بڑی ہی لطیف مثال سے واضح فرمایا ہے۔ اُس نے اپنے نور کو لیمپ کے شعلے سے تشبیہہ دی ہے اور نبوت کو شیشے کا گلوب یا چمنی قرار دیا ہے جو اُس شعلہ کی روشنی کو اس حد تک بڑھا دیتا ہے کہ وہ نور اردگرد پھیل کر سارے ماحول کو منوّر کر دیتا ہے۔ نبوت کے بعد خلافت اُس رفلیکٹر کا کام دیتی ہے جو اُس نور کو حسب ضرورت مختلف سمتوں میں دور دور تک پھیلانے کا موجب بنتا ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ ۳۱۸ تا ۳۲۱) اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بعض ایسے گھروں کا ذکر کیا ہے جن میں خدائی نور کے یہ لیمپ روشن ہوتے ہیں اور ساتھ ہی اُن گھروں کی بعض خصوصیات بھی بیان فرمائی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ (خدائی نور کے یہ دیئے یا لیمپ ایسے گھروں میں ہیں جن کے اونچا

وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ
لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ
رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ
وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ
الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ
يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ
الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ لِيَجْزِيَ
هُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا
وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ
يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

(النور آیات ۳۷ تا ۳۹)

کئے جانے کا خدا نے حکم دے دیا ہے (ایسے گھروں کی علامت یہ ہے کہ) ان میں خدا کا نام لیا جاتا ہے اور ان میں صبح اور شام اس کی تسبیح کی جاتی ہے (یہ اللہ کا ذکر اور اس کی تسبیح کرنے والے) کچھ ایسے لوگ ہیں جن کو نماز کے قائم کرنے سے نہ تجارت اور نہ سودا بیچنا غافل کرتا ہے وہ اُس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اُلٹ جائیں گے اور آنکھیں پلٹ جائیں گی نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ اُن کو اُن کے اعمال کی بہتر جزا دے گا اور ان کو اپنے فضل سے (تعداد میں اور مال و اولاد میں) بڑھا دے گا اور اللہ جس کو چاہتا ہے بغیر حساب کے (مادی اور روحانی دونوں قسم کے) رزق دیتا ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایسے گھروں کی جن میں خدائی نور کے دیئے یا لیمپ روشن ہوتے ہیں سب سے بڑی علامت یہ بتائی ہے کہ ان میں دن اور رات بڑی کثرت کے ساتھ خدا تعالیٰ کا ذکر بلند ہوتا ہے اور ان میں رہنے والے بندگانِ خدا کا ذکر الٰہی میں شغف کا یہ عالم ہوتا ہے کہ ان کی دنیوی مصروفیات اور ضروریات انہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے، نماز کے قائم کرنے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال خرچ کرنے سے غافل نہیں ہونے دیتیں، وہ ذکر الٰہی، اقام الصلوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ کی خاطر اگر ضرورت ہو تو دنیوی اشغال اور ان سے حاصل ہونے والے مادی فوائد کو قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے ———— اس میں کیا شک ہے کہ ان آیات کی رو سے انصار اللہ کا گیارھواں سالانہ اجتماع بھی جو امسال ۲۸ - ۲۹ اور ۳۰ اکتوبر کو ربوہ کی مقدس سرزمین میں ذکر الٰہی اور انابت الی اللہ کے روح پرور ماحول میں منعقد ہوا ایسے ہی بابرکت گھروں میں سے ایک گھر کی حیثیت رکھتا تھا جن میں خدائی نور کے دیئے روشن ہوتے ہیں اور جن کا نورِ نبوت کے گلوب اور خلافت کے رفلیکٹر کی مدد سے دور دور پھیلتا چلا جاتا ہے کیونکہ یہ اجتماع بحمد للہ تعالیٰ و بتوفیقہٖ آیات ممدوحہ بالا میں بیان کردہ جملہ آیات و علامات کا پورا پورا مصداق ثابت ہوا۔

اوّل تو یہ اجتماع خلافتِ ثالثہ کی شکل میں قدرتِ ثانیہ کی ایک نئی مہتم بالشان تجلی کے بعد، جو خدائی نور کے حق میں ایک نئے رفلیکٹر کی حیثیت رکھتی ہے، منعقد ہونے والا پہلا اجتماع تھا۔ پھر اس میں شامل ہونے والے

بفضل اللہ تعالیٰ ایسے ہی خوش بخت و خوش نصیب انصار تھے جو لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ کے پورے پورے مصداق تھے، جبھی تو وہ خلافت ثالثہ کے نئے رفلیکٹر کے ذریعہ دور دور تک پھیلنے والے خدائی نور سے اپنے سینوں اور اپنے دلوں کو منور کرنے کے لئے اپنا سب کاروبار اور دیگر دنیوی مصروفیتیں ترک کر کے دیوانہ وار کھنچے چلے آئے۔ اور اس کثرت سے آئے کہ اجتماع میں سال بسال شامل ہونے والوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے تمام سابقہ ریکارڈ مات کر دکھائے چنانچہ خلافت ثانیہ کے نہایت ہی مقدس و بابرکت دور کے بعد خلافت ثالثہ کے نئے مقدس و بابرکت عہد میں منعقد ہونے والے اس پہلے اور تاریخی اجتماع میں ۲۶۰ مجالس انصار اللہ کے ۵۶۷ نمائندگان، ۱۳۴۰ اراکین اور دو ہزار سے زائد زائرین نے شرکت کی غیر معمولی سعادت حاصل کی جب کہ گزشتہ اجتماع (منعقدہ ۱۹۶۴ء) میں ۲۵۴ مجالس کے ۴۸۴ نمائندگان ۱۰۲۵، اراکین اور ۱۹۳۱ زائرین شریک ہوئے تھے۔ اس لحاظ سے امسال مجموعی طور پر پانچ صد کے قریب زیادہ احباب شریک ہو کر اس کی غیر معمولی برکات سے مستفیض ہوئے۔ یوں تو اجتماع میں شریک ہونے والے احباب کی تعداد میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابتداء ہی سے سال بسال اضافہ ہوتا چلا آرہا ہے لیکن امسال کے تاریخی اجتماع میں شرکت کرنے والے احباب کی تعداد میں یہ غیر معمولی اضافہ خلافتِ ثالثہ کی حقانیت کے ایک تابندہ و درخشندہ نشان کی حیثیت رکھتا ہے اور اس خلافتِ حقہ کی غیر معمولی برکات کو روز روشن کی طرح عیاں کر رہا ہے اور اس امر کا بھی ثبوت فراہم کر رہا ہے کہ ذکر الٰہی اقام الصلوٰۃ اور ایتاء الزکوٰۃ کی خاطر دنیوی افکار و اشغال کی پرواہ نہ کرنے والوں کا یہ اجتماع خدائی نور سے جگمگانے والے ان گھروں میں سے ایک گھر کی حیثیت رکھتا تھا جس کی عزت بلند کرنے کا خدا نے فیصلہ کر رکھا ہے کیونکہ اس میں بکثرت اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا اور دن اور رات اس کی تسبیح کی جاتی ہے۔

چنانچہ نبوت کے گلوب اور خلافت کے رفلیکٹر کے ذریعہ دور دور تک پھیلنے والے خدائی نور سے معمور اس گھر یعنی اجتماع انصار اللہ میں فی الواقعہ دن اور رات اس کثرت سے ذکر الٰہی بلند ہوا، پنج گانہ باجماعت نمازوں اور ہر شب بالالتزام ادا کی جانے والی نماز تہجد میں اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری تضرع و ابتہال، اور انابت الی اللہ کا ایسا روح پرور سماں بندھا، اور خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال پیش کرنے کے جذبۂ بے اختیار کا ایسا پُرکیف منظر منصۂ شہود پر آیا کہ دل اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ کی کیفیت وارد ہونے پر فرطِ مسرت سے جھوم اٹھے اور روحوں پر وجد کی کیفیت طاری ہوئے بغیر نہ رہی۔ بعض مخصوص اور اہم مضامین سے متعلق قرآن مجید، احادیث نبوی اور کتب حضرت مسیح موعودؑ کے پُر معارف

درس، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بزرگ اصحاب کی زبانی ذکر حبیبؑ اور مختلف علمی دینی اور روحانی موضوعات پر علماء سلسلہ کی سلسلہ وار تقاریر اپنی اپنی جگہ از اوّل تا آخر ذکر الٰہی سے بھرپور و معمور تھیں ہی اس پر مستزاد یہ کہ اجتماع کے دوران تین مختلف مواقع پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطابات نے علوم و معارف کے خزانے کھول کر رکھ دیئے۔ اجتماع میں شریک جملہ احباب کو جہاں ایک طرف روحانی سرور کی منزلوں سے فزوں تر کیفیت بے خود بنا رہی تھی وہاں دوسری طرف اس فیضِ عام کے بالمقابل اپنی تنگ دامانی کا احساس انہیں بے چین کئے دے رہا تھا۔ رجا اور خوف کی اس حالت میں وہ ایک ناقابل بیان روحانی علوّ و ارتفاع سے ہمکنار ہو کر اس زمین پر ہوتے ہوئے عالمِ بالا کی ناپیدا کنار وسعتوں میں پھیلنے اور آگے بڑھنے کی کوششوں میں مصروف تھے۔

اُن ہر سہ مقدس مواقع پر جن میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجتماع میں تشریف لا کر انصار کو اپنے پُر معارف خطابات سے نوازا، خدا تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت کے تین عظیم الشان نشان ظاہر فرما کر اس امر کو روزِ روشن کی طرح عیاں کر دیا کہ فی الواقعہ انصار اللہ کا اجتماع اُن بابرکت گھروں میں سے ایک گھر ہے جو نبوت کے گلوب اور خلافت کے ریفلیکٹر کے ذریعہ پھیلنے والے نور سے معمور ہے اور جو اس میں ذکر الٰہی کرنے والوں کے سینہ و دل کو منوّر کر رہا ہے۔ ہر سہ مواقع پر ظاہر ہونے والے ان تائیدی نشانوں میں سے پہلے نشان کا تعلق سورہ نور کی مذکورہ بالا آیات کی رو سے اِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ یعنی انفاق فی سبیل اللہ سے تھا۔ دوسرے نشان کا وَیَزِیْدَھُمْ مِنْ فَضْلِہٖ سے اور تیسرے نشان کا وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ سے۔

جیسا کہ ہم اوپر واضح کر آئے ہیں اللہ تعالیٰ نے خدائی نور سے جگمگانے والے گھروں کی ذکر الٰہی کی کثرت اور اقام الصلوٰۃ کے علاوہ ایک علامت اِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ کے تحت یہ بیان فرمائی ہے کہ ان میں رہنے والے خدا کی راہ میں اپنے اموال خرچ کرنے میں ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں اور دنیوی ضروریات انہیں اس فریضہ کی ادائیگی سے غافل نہیں ہونے دیتیں۔ چنانچہ اجتماع انصار اللہ کے دوران اِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ کے تحت رونما ہونے والا عظیم الشان نشان اُس وقت ظاہر ہوا جب سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۲۸ ر اکتوبر ۱۹۶۶ء کو نماز جمعہ کے بعد تین بجے سہ پہر کے قریب اجتماع میں تشریف لا کر انصار کو اپنے افتتاحی خطاب سے نوازا۔ اُسی روز حضور نے خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان فرما کر احباب جماعت کو اس کے مالی جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تحریک فرمائی تھی۔ حضور نے

اجتماع کا افتتاح فرماتے ہوئے اپنے خطاب میں بہ تصرفِ الٰہی ایک دفعہ پھر تحریک جدید کے لئے اپنی مالی قربانیوں کے معیار کو بلند سے بلند تر کرنے کی اہمیّت واضح فرمائی اور احباب پر ایک خاص احسان فرماتے ہوئے انہیں یہ موقع عنایت فرمایا کہ وہ تحریک جدید کے نئے سال کے لئے اپنے انفرادی اور اجتماعی وعدے پیش کریں۔ یہ موقع ملنے کی دیر تھی کہ احباب نے وہیں باری باری کھڑے ہو کر اپنے وعدے پیش کرنے شروع کر دیئے۔

اس وقت خلافت کے آسمانی ریفلیکٹر کے ذریعہ پھیلنے والے خدائی نور سے بالمشافہ فیض یاب ہونے والے خوش نصیب احباب کی حالت دیکھنے والی تھی۔ وہ اپنے انفرادی اور اجتماعی وعدے سابقہ وعدوں پر نمایاں اضافہ کے ساتھ عجب والہانہ انداز میں پیش کر رہے تھے۔ بڑی پھرتی اور تیزی سے وعدہ پر وعدہ پیش ہو رہا تھا اور لحظہ بہ لحظہ ان کا میزان بڑھتا جا رہا تھا۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے وعدے ۵ لاکھ سے بھی تجاوز کر گئے جب کہ گزشتہ سال ایک لمبے عرصہ کی مسلسل دوڑ دھوپ کے باوجود وعدوں کی میزان ۴ لاکھ ۶۰ ہزار روپے سے آگے نہ بڑھ سکی تھی۔ پہلے دفتر تحریک جدید کی طویل عرصہ کی جدوجہد کے باوجود جو کام خاطر خواہ طریق پر نہ ہو سکا تھا اس کا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی ایک آواز پر حضور کے روبرو چند منٹوں میں انجام پا جانا خلافتِ ثالثہ کی حقانیت اور اس کی وجہ سے حاصل ہونے والی غیر معمولی تائید و نصرت کا ایک مہتم بالشان نشان ہے اور اس حقیقت کو روز روشن کی طرح عیاں کر رہا ہے کہ انصار اللہ کا اجتماع فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ کا مصداق ہوتے ہوئے ایک ایسے گھر کی حیثیت رکھتا تھا جو خلافت کے ریفلیکٹر کے ذریعہ پھیلنے والے خدائی نور سے جگ مگ جگ مگ کر رہا تھا۔

نبوت کے گلوب اور خلافت کے ریفلیکٹر کے ذریعہ پھیلنے والے خدائی نور سے جگمگانے والے گھروں کی ایک اور علامت اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی مذکورہ بالا آیات میں یہ بیان فرمائی ہے کہ:- وَیَزِیْدَھُمْ مِنْ فَضْلِہٖ یعنی اللہ تعالیٰ ایسے گھروں میں دن اور رات خدا کی حمد کرنے والوں، نماز پڑھنے والوں، اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو اپنے فضل سے بڑھائے گا اور انہیں بہ لحاظ تعداد کثرت عطا کرے گا۔ سو الحمد للہ ثم الحمد للہ خدائی نور سے جگمگانے والے اجتماع انصار اللہ میں خلافتِ ثالثہ حقہ کی برکت سے بہ تائید و توفیقِ الٰہی یہ علامت بھی بڑی شان اور آب و تاب سے پوری ہوئی۔ اور وہ اس طرح کہ ایک تو جیسا کہ ہم سطور بالا میں بیان کر آئے ہیں امسال اجتماع میں شمولیت اختیار کرنے والے خوش نصیب احباب کی تعداد میں پانچ صد کا اضافہ ہوا۔ دوسرے اللہ تعالیٰ نے انگلستان کی ایک سعید روح کو خاص اجتماع انصار اللہ کے موقع پر قبولِ حق کی سعادت بخشی اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

ایدہ اللہ تعالیٰ نے بتصرفِ الٰہی خاص اجتماع انصار اللہ میں ہزاروں احباب کی موجودگی میں اس کی بیعت لینے کا فیصلہ فرمایا۔ یہ تھے سکاٹ لینڈ کے ۴۵ سالہ مسٹر عبد الجبار ہیل۔

مسٹر عبد الجبار ہیل آج سے بیس سال قبل بسلسلہ ملازمت انگلستان سے برصغیر آئے تھے۔ یہاں حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور یہیں ایک مسلمان گھرانے میں ان کی شادی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آٹھ بچے عطا فرمائے۔ وہ عرصہ سے کراچی میں مقیم تھے۔ اسی دوران میں انہیں احمدیت کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ اور انہوں نے کراچی میں احمدی احباب سے رابطہ پیدا کیا۔ اُس وقت سے وہ بعض احمدی احباب کے زیرِ تبلیغ تھے۔ متعدد کتابیں پڑھنے اور ان پر غور کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان پر صداقت آشکار ہوگئی اور انہوں نے حق قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ وہ محترم مولانا عبد المالک خان صاحب کے ہمراہ بیعت کا شرف حاصل کرنے کی غرض سے ہی اجتماع کے موقع پر کراچی سے ربوہ تشریف لائے۔ حضور ایدہ اللہ ان کی بیعت کسی نماز کے بعد مسجد مبارک میں یا قصرِ خلافت میں ملاقات کے وقت علیحدہ طور پر بھی قبول فرما سکتے تھے لیکن خاص خدائی تصرف کے ماتحت حضور نے اجتماع انصار اللہ میں خود تشریف لا کر وہاں بیعت لینے کا فیصلہ فرمایا۔ اس طرح اجتماع میں شرکت کرنے والے خوش نصیب احباب خصوصی رنگ میں وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ کے مصداق بنے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت کے ذریعہ مسٹر عبد الجبار ہیل کی بیعت کو تفاؤل کا رنگ دے کر اجتماع میں شریک احباب کو اِس تسلی سے نوازا کہ وہ ان کے اجتماعی ذکرِ الٰہی کو قبول کر کے خلافتِ ثالثہ کے بابرکت دور میں بہت وسیع پیمانہ پر وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ کا وعدہ ان کے حق میں پورا کر دکھائے گا اور دنیا کی سعید روحوں کے بکثرت اسلام میں داخل ہونے سے بالآخر اسلام پورے کرۂ ارض پر غالب آجائے گا۔ فعلی شہادت کے ذریعہ تفاؤل کے رنگ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی یہ تسلی اجتماع میں شریک جملہ احباب کے لئے غیر معمولی رنگ میں ازدیادِ ایمان کا موجب ہوئی اور وہ اللہ تعالیٰ کے اِس غیر معمولی فضل پر اُس کے حضور سجدات شکر بجا لائے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۹ر اکتوبر کو نماز عشاء کے بعد اجتماع کے اجلاس ششم میں تشریف لا کر مسٹر عبد الجبار ہیل کی بیعت قبول فرمائی۔ جب حضور نے یہ اعلان فرمایا کہ حضور اس وقت ایک انگریز نومسلم کی بیعت لیں گے۔ اور اس اعلان کے ساتھ ہی مسٹر عبد الجبار ہیل جن کا چہرہ خوبصورت ڈاڑھی سے مزین ہے اسٹیج پر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو احباب میں مسرت کی لہر دوڑ گئی اور وہ خلافتِ ثالثہ کی حقانیت کے عظیم الشان تائیدی نشان کے عینی مشاہدہ پر فرطِ مسرت سے جھوم اٹھے۔ بیعت

کا یہ منظر بہت ایمان افروز اور روح پرور تھا۔ مسٹر عبدالجبار سیل ہی نہیں بلکہ ان کے ساتھ ساتھ اس عظیم الشان تائیدی نشان کے ہزاروں شاہدین بھی بیعت کے الفاظ دہراتے جاتے تھے۔ اجتماع کی ساری فضا اور اس کا ماحول دلی خلوص کے ساتھ بیعت کا عہد دہرانے والی آوازوں سے گونج رہا تھا۔ سب پر ہی رقت کا عالم طاری تھا اور بہت سی آنکھوں سے آنسو رواں تھے، اخلاص و عقیدت اور خوشی و مسرت کے آنسو! ـــ وہ خوش تھے خدا تعالیٰ کے اس غیر معمولی فضل پر کہ خلافت ثالثہ کی حقانیت کا ایک اور تائیدی نشان ظاہر ہو کر ان کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب بنا اور اس طرح ان کے اس اجتماع کے بارآور و ثمر در ہونے سے اس میں شامل ہونے والوں کے حق میں وَ یَزِیْدُھُمْ مِنْ فَضْلِہٖ کا خدائی وعدہ بڑی شان اور آب و تاب سے پورا ہوا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

نبوت کے گلوب اور خلافت کے رفلیکٹر کے ذریعہ پھیلنے والے خدائی نور سے جگمگانے والے گھروں میں رہنے والوں سے اللہ تعالیٰ نے ایک وعدہ یہ فرمایا ہے کہ وہ ان کے اجتماعی ذکر الٰہی، نمازوں اور انفاق فی سبیل اللہ سے خوش ہو کر اپنے فضل سے نہ صرف یہ کہ انہیں بڑھائے گا بلکہ انہیں مادی اور روحانی رزق بھی بے حساب دے گا جیسا کہ فرمایا وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ سو جہاں تک روحانی رزق کا تعلق ہے خدا کا یہ وعدہ بھی اجتماع انصار اللہ میں شرکت کرنے والے خوش نصیب احباب کے حق میں بڑی شان سے پورا ہوا۔ قرآن مجید، احادیث نبوی، اور کتب حضرت مسیح موعودؑ کے پُر معارف درس اور علماء سلسلہ کی ایمان افروز تقاریر بلاشبہ ایک روحانی مائدہ کی حیثیت رکھتی تھیں۔ احباب ان سے لقمہ بہ لقمہ اور جرعہ بہ جرعہ مستفیض یاب ہوتے چلے گئے حتیٰ کہ ۳۰ر اکتوبر کو اجتماع کے آخری اجلاس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اختتامی خطاب نے تو ان کے سامنے روحانی نعمتوں کا خوان یغما کھول کر رکھ دیا۔ تقریر کیا تھی علوم و معارف اور حقائق و دقائق کا ایک خزینہ تھی۔ پہلے وہ جرعہ بجرعہ کیف و سرور سے ہمکنار ہو رہے تھے حضور کی تقریر دلپذیر کے دوران وہ خُم کے خُم چڑھاتے اور کیف و سرور سے بے حساب سرشار ہوتے چلے گئے۔

حضور نے سورہ حٰمٓ السجدہ کی آیات ۳۱ تا ۳۳ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۝ وَمَنْ

اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ کی نہایت لطیف تفسیر بیان کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کے طفیل انعامات الٰہیہ کے جاری ہونے اور پھر اس آخری زمانہ میں حضورؐ ہی کی قوتِ قدسیہ کے طفیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اُنہی انعاماتِ الٰہیہ کے از سرِ نو دوبارہ عام ہونے پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور پھر ان انعامات الٰہیہ کے حصول کی راہ میں پیش آنے والے خطرات یعنی عُجب و خود پسندی کبر و غرور، تعلّی و تفاخر وغیرہ اور ان کی انتہائی مضرت کو واضح کرنے کے بعد ان سے بچنے کے قرآنی طریق یعنی عجز و انکسار، تذلّل و نیستی کی اہمیت اور ان کی باریک در باریک حکمتوں کو بڑی عمدگی سے ذہن نشین کرایا۔ نیز حضور نے ان خطرات اور ان کی مضرت سے بچنے کے قرآنی طریق کی مزید وضاحت کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پُر معارف ارشادات بھی پڑھ کر سنائے۔

جب حضور ایدہ اللہ نے ان خطرات سے بچنے کے ضمن میں خلافت راشدہ کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور حدیث نبوی اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ کی تشریح فرمائی تو احباب پر روحانی کیف و سرور کے نقطۂ عروج پر پہنچے سے وارفتگی کا عالم طاری ہو گیا۔ انہوں نے بے اختیار ہو کر "خلافت احمدیہ زندہ باد" "حضرت خلیفۃ المسیح الثالث زندہ باد" کے پرجوش نعرے بلند کرنے شروع کر دیئے۔ فضا دیر تک ان اسلامی نعروں سے گونجتی اور دلوں کو ہلاتی رہی۔ اُس وقت ہر ایک پر ایک عجب اہتزاز کی کیفیت طاری تھی اور ہر ایک فرشتوں کے نزول اور ان کی پاک تاثیرات کو اپنے وجود میں محسوس کر رہا تھا۔ وہ فرطِ مسرت سے کیوں جھوم نہ اٹھتے اور ان پر وارفتگی کا عالم کیوں طاری نہ ہوتا، اور بے اختیار ہو کر وہ اسلامی نعرے کیوں بلند نہ کرتے جب کہ وہ اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ کی صداقت کا اوّل دن سے ہی مشاہدہ کرتے چلے آرہے ہیں اور علی الخصوص جب کہ اللہ تعالیٰ نے حال ہی میں انہیں قدرتِ ثانیہ کی ایک اور مہتم بالشان تجلّی سے نواز کر ان پر اس حدیث کی صداقت کو ایک نئے رنگ میں آشکار فرمایا ہے اور وہ خلافتِ ثالثہ کے قیام کے وقت سے ہی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے وجودِ باجود کے طفیل ظاہر ہونے والی عظیم الشان برکات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے چلے آرہے ہیں۔ ان کا اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ کی تشریح پر جھوم اٹھنا اور بے اختیار ہو کر نعرے بلند کرنا ایک قدرتی امر تھا۔ حضور کی تقریر کے دوران وہ روحانی نعمتوں کے خوانِ یغما سے فیض یاب ہوئے، جی بھر کر فیض یاب ہوئے اور بے حساب فیض یاب ہوتے چلے گئے۔

اس طرح ان کے حق میں وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ کا خدائی وعدہ بھی بڑی شان اور آب و تاب سے پورا ہوا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

الغرض جس لحاظ سے بھی دیکھا جائے انصاراللہ کا سالانہ اجتماع فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ کا مصداق ہوتے ہوئے اپنے مخصوص رنگ میں ان گھروں میں سے ایک گھر تھا جو نبوت کے گلوب اور خلافت کے ریفلیکٹر کے ذریعہ پھیلنے والے خدائی نور سے جگمگا رہے ہوتے ہیں اور جن کی عزت بلند کرنے کا خدا نے فیصلہ کر دیا ہے بالخصوص خلافت ثالثہ کی شکل میں قدرتِ ثانیہ کی ایک اور مہتم بالشان تجلّی نے ہمارے اجتماع کو بقعہ نور بنائے رکھا۔ اس میں شکر گزاری کے گہرے جذبات کے تحت دن اور رات اور بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بلند ہوا۔ اس میں شمولیت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے خدائے رحمٰن کے بندے جو لَاتُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ کے مصداق ہیں گذشتہ سالوں کی نسبت اور بھی زیادہ تعداد میں کھنچے چلے آئے۔ انہوں نے پنج گانہ باجماعت نمازوں کے علاوہ تہجد کے خصوصی التزام اور انفاق فی سبیل اللہ کا نہایت شاندار نمونہ قائم کر دکھایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اُن کے ان اعمال کا بہتر سے بہتر اجر دیا۔ انہیں بڑھانے اور ان کے پھلنے پھولنے کے حق میں تفاؤل کے طور پر ایک عظیم الشان نشان ظاہر فرمایا اور انہیں خلافت ثالثہ کے حق میں اور بھی بہت سے نشانوں سے سرفراز فرما کر روحانی نعمتوں سے مالامال فرمایا۔ چنانچہ وہ اپنی جھولیوں کو روحانی نعماء اور علوم و معارف سے بھر کر اور اپنے دلوں میں خدمتِ اسلام کا نیا عزم نیا جوش اور نیا ولولہ لے کر کامیاب و کامران اپنے گھروں کو واپس لوٹے۔

اسی لئے یہ اجتماع اور اس کی غیر معمولی کامیابی خلافتِ ثالثہ کی حقانیت کے ایک درخشندہ ثبوت کے طور پر تائید و نصرت الٰہی کے ایک عظیم الشان نشان کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس پر ہم اللہ تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر ادا کریں کم ہے اور شکر یہی ہے کہ ہم خلافتِ ثالثہ کی شکل میں اللہ تعالیٰ کے ایک نئے اور مہتم بالشان انعام کی دل سے قدر کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ دلی محبت و عقیدت اور وابستگی کو مضبوط سے مضبوط تر بنائیں۔ آپ کی اطاعت کا ایسا اعلیٰ درجہ کا نمونہ دکھائیں کہ بس اطاعت میں محو ہو جائیں۔ اسی میں ہماری تمام تر کامیابی اور اللہ تعالیٰ کے حضور سرخروئی کا راز مضمر ہے اور یہی وہ ڈھال ہے جس کے پیچھے رہ کر ہم درمیانی خطرات سے بکلّی محفوظ رہتے ہوئے عند اللہ تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ

کے مصداق بن سکتے ہیں اور اس بات کے مستحق ٹھہر سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فرشتے خود ہمیں مخاطب کرتے ہوئے یہ کہیں کہ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ اور ہمارا رب نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ فرما کر خود ہماری مہمانی کرے اور اپنے فضلوں سے اس رنگ میں نوازے کہ ہم اپنی ذات میں خود تائید و نصرت کا ایک عظیم الشان نشان ہوتے ہوئے حق کی متلاشی اور روحانیت کی پیاسی دنیا کو اسلام کی آغوش میں لانے کا انتہائی مؤثر ذریعہ ثابت ہوں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

حقیقی مسلمان کا مقصد!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"حقیقی مسلمان کا یہ مقصد نہیں ہوا کرتا کہ اس کو خوابیں آتی رہیں بلکہ اس کا مقصد تو ہمیشہ یہ ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ اس سے راضی ہو جائے۔ اور جہاں تک اس کی طاقت اور ہمت میں ہے اس کو راضی کرنے کی سعی کرے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ یہ بات نرے مجاہدہ اور سعی سے نہیں ملتی بلکہ یہ بھی خدا تعالےٰ کے فضل اور توفیق پر موقوف ہے۔ مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ وہ رحیم کریم ایسا ہے کہ اگر کوئی اس کی طرف بالشت بھر آتا ہے تو وہ ہاتھ بھر آتا ہے اور اگر کوئی معمولی رفتار سے اس کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کی طرف دوڑ کر آتا ہے۔ غرض مومن کبھی ان باتوں کو اپنی زندگی کا مقصد تجویز نہیں کرتا کہ اسے خوابیں آنے لگیں یا کشوف ہوں یا الہامات ہوں۔ وہ تو ہمیشہ یہی چاہتا ہے کہ خدا تعالےٰ اس سے راضی ہو جاوے"

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۸۴)

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام :-

جب تک انسان محض خدا ہی کا نہ ہو جاوے خواب کچھ چیز نہیں

ایسی آوازیں اور خواب ابتلاء ہیں، ان پر ناز نہ کرو،

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعلق باللہ کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ سب سے بڑی دولت اور نعمت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان محض خدا ہی کا ہو جاوے۔ یہ حالت پیدا کئے بغیر خواب کچھ چیز نہیں۔ بدوں اس کے آوازیں اور خواب ایک ابتلاء ہیں ان پر ہرگز ناز نہیں کرنا چاہیئے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"میں بار بار یہی کہتا ہوں کہ تمہارا اسوہ حسنہ وہی ہو جو صحابہؓ کا تھا میرا کام تو صرف کہہ دینا ہے توفیق کا عطا کرنا اللہ تعالیٰ کے فضل کی بات ہے۔ اس بات کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو کہ تمہارے اعمال اور افعال میں اخلاص ہو۔ ریاکاری اور بناوٹ نہ ہو۔ کیونکہ تم جانتے ہو اگر کوئی شخص سونے کی بجائے پیتل لے کر بازار میں جاوے تو وہ فوراً پکڑا جاوے گا۔ اور آخر اسے جیل میں جا کر اپنی جعل سازی کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ پس اسی طرح پر خدا تعالےٰ کے حضور دھوکہ نہیں چل سکتا۔ انسان کو دھوکہ لگ سکتا ہے مگر وہاں ایسا نہیں ہو سکتا۔ جو چاہتا ہے کہ وہ خدا کا اور خدا اس کا ہو جاوے اسے چاہیئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں ننگا ہو جاوے۔

یہ مت سمجھو کہ میں تمہیں اس امر سے منع کرتا ہوں کہ تم تجارت نہ کرو یا زراعت اور نوکری یا دوسرے ذرائع معاش سے تمہیں روکتا ہوں ہرگز نہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ میرا مطلب یہ ہے ؎

دل با یار دست با کار

تمہارا اسوہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ کوئی تجارت اور بیع و شریٰ ان کو ذکر اللہ سے نہیں روکتی۔ ہزاروں لاکھوں کی تجارت میں بھی وہ خدا تعالےٰ سے ایک لحظہ کے لئے جدا نہیں

ہوتے۔ اس لئے تمہارا فخر اور دستاویز ایسے اعمال ہونے چاہئیں جو حقیقی ایمان کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔

میں اس امر کا افسوس سے ذکر کرتا ہوں کہ بعض لوگ میں نے دیکھے ہیں جن کی زندگی کا بڑا مقصد یہی ہوتا ہے کہ انہیں خواب آجاتے ہیں یا آنے چاہئیں۔ وہ سارا زور اسی امر پہ دیتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ ابتلاء ہے۔ جو لوگ اس وہم میں مبتلا ہیں وہ یاد رکھیں اس امر سے نجات وابستہ نہیں ہے کبھی یہ سوال نہیں ہوگا تجھے کتنے خواب آئے تھے۔ میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جنہوں نے چوری میں سزا پائی اور جب سزا پاکر آئے اور ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ چوری کرنے گئے تھے۔ خواب میں معلوم ہوگیا تھا کہ ایسا ہوگا۔ بڑے بڑے بدکار جو کنجر کہلاتے ہیں انہیں بھی سچی خواب آسکتی ہے۔ یہاں ہمارے ایک چوہڑی تھی اس کو بھی خواب آجاتے تھے۔ پس تم ابتلاء میں مت پھنسو۔ خدا تعالیٰ سے اپنے تعلقات بڑھاؤ اور اس کو راضی کرو۔ اپنے اعمال میں ایک خوبصورتی پیدا کرو۔ انسان کو چاہیئے کہ اس امر کا مطالعہ کرے کہ کیا قرآن شریف کے موافق میں نے اپنے اعمال کو بنالیا ہے یا نہیں! اگر یہ بات نہیں ہے تو خواہ اس کو ہزاروں خواب آئیں بے سود اور بے فائدہ ہیں۔ قرآن شریف میں یہی حکم ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا پورا ادا کرو۔ ان میں ریا، خیانت، شرارت باقی نہ ہو۔ وہ خالصۃً للہ ہوں۔ پس پہلے اس بات کو پیدا کرو۔ پھر اس کے ثمرات خود بخود حاصل ہوں گے۔

ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ بُری چیزیں ہیں یا برا طریق ہے۔ نہیں نہیں۔ اصل مطلب یہ ہے کہ بداستعمالی بُری ہے۔ بیمار کا فرض یہ ہے کہ وہ اوّل علاج کرائے نہ یہ کہ علاج تو کرائے نہیں اور کہے مجھے الف لیلہ کی سیر کے دو چار معرکے سنا دو۔ اسیطرح کشوف اور رؤیا روحانی سیر ہیں۔ جب روحانی بیماریوں کا علاج ہوجاوے گا اور روحانی صحت درست ہوگی اس وقت سیر بھی مفید ہوگی۔

جب انسان اپنے نفس کو کھو دیتا ہے اور غیر اللہ کی طرف التفات نہیں رہتی اور کسی کو اپنی نظر میں نہیں دیکھتا اور خدا ہی کو دیکھتا ہے اور اسی کو ہی سناتا ہے تو پھر خدا تعالےٰ بھی اسی کو سناتا ہے۔ مگر وہ لوگ جن کے باوجودیکہ دو کان ہوتے ہیں مگر وہ حرص، ہوا، غصہ، کینہ، وغیرہ ہر قسم کی طاقتوں کی باتیں سنتے ہیں وہ خدا تعالےٰ کی بات کیونکر سن سکتے ہیں۔ ہاں ایک قوم ہوتی ہے جو باقی سب کو ذبح کر ڈالتے ہیں اور سب طرف سے کانوں کو بند کر لیتے ہیں نہ کسی کی سنتے ہیں اور نہ کسی کو سناتے ہیں۔ انہیں ہی خدا بھی اپنی سناتا ہے اور ان کی سنتا ہے اور وہی مبارک ہوتا ہے۔

پس اگر اس قوم میں داخل ہونا چاہتے ہو تو ان کے نقش قدم پہ چلو۔ جب تک یہ بات پیدا نہ ہو ایسی آوازوں اور خوابوں پہ ناز نہ کرو۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ حدیث میں اضغاث احلام اور حدیث النفس کا ذکر موجود

ہے یہ کوئی چیز نہیں اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک تو حمل حقیقی ہوتا ہے جب مدت مقررہ نو ماہ گزر جاتے ہیں تو لڑکا یا لڑکی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک اس کے مقابلہ میں حمل کاذب ہوتا ہے۔ بعض عورتیں رات دن اولاد کی خواہش کرتی رہتی ہیں جس سے رجا کی مرض پیدا ہو جاتی ہے اور جھوٹا حمل ہو کر پیٹ پھولنے لگتا ہے اور حمل کی علامات ظاہر ہوتی ہیں لیکن ۹ ماہ کے بعد پانی کی مشک نکل جاتی ہے۔ ایسا ہی حال ان کشوف اور خوابوں کا ہے جب تک انسان محض خدا کا ہی نہ ہو جاوے یہ کچھ بھی چیز نہیں۔ انسان کی عزت اسی میں ہے اور یہی سب سے بڑی دولت اور نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جب وہ خدا کا مقرب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہزاروں برکات اس پر نازل کرتا ہے۔ زمین سے بھی اور آسمان سے بھی اس پر برکات اترتی ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیخکنی کے لئے قریش نے کس قدر زور لگایا۔ وہ ایک قوم تھی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تن تنہا۔ مگر دیکھو! کون کامیاب ہوا۔ اور کون نامراد رہے۔

نصرت اور تائید خدا تعالیٰ کے مقرب کا بہت بڑا نشان ہے۔ دوسرا یہ کہ ایسا شخص خزاں کے وقت آتا ہے اور بہار ہو جاتی ہے وہ لوگ جو خدا کی طرف سے نہ ہوں اور اس قسم کی شیخیاں مارنے والے ہوں ان کی مثال ایسی ہے جیسے مردار پر بیٹھے ہوں۔ مگر جو خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے حیّ و قیوم خدا اس کے ساتھ ہے۔ وہ خود زندہ ہے۔ اسے زندہ کرے گا۔ وہ اپنے وعدوں کو جو اُس سے کئے ہیں سچا کر دکھائے گا۔" (ملفوظات جلد ۹ ص۱۲۵ تا ص۱۲۹)

-٭-

ایک اندیشہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

" بہتیرے لوگ ہماری جماعت میں ایسے پائے جاتے ہیں جو بڑے بڑے الہامات لکھ کر بھیج دیتے ہیں اور اپنی بڑی بڑی خوابیں اور رؤیا، بیان کرتے ہیں اور ان کی حالت دیکھ کر مجھے اندیشہ ہی رہتا ہے کہ کہیں ٹھوکر نہ کھا دیں۔ ان کی نسبت تو سادہ طبع لوگ ہی اچھے ہوتے ہیں۔ غرض ایسی تمنا ہی نہیں کرنی چاہیئے۔"

(الحکم ۱۰ راکتوبر ۱۹۰۷ء)

-٭-

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فَدَيْنَا رَبَّنَا ذَا الْاِمْتِنَانِ!

(ہم اُس خدا پر قربان ہیں جس نے ایسے احسان کئے)

هَلُمَّ اِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ صِدْقًا　　　وَاِيْمَانًا بِتَصْدِيْقِ الْجَنَانِ

خدا کی کتاب کی طرف صدق اور دلی ایمان سے آجا

شُغِفْتُمْ اَيُّهَا النَّوْكٰى بِشَوْكٍ　　　وَاَعْرَضْتُمْ عَنِ الزَّهْرِ الْحِسَانِ

بے وقوفو! تم کانٹوں پر فریفتہ ہوگئے اور تم نے خوبصورت پھولوں سے کنارہ کیا

وَآثَرْتُمْ اَمَاعِزَ ذَاتَ صَخْرٍ　　　عَلٰى مُخْضَرَّةٍ قَاعٍ هِجَانِ

اور تم نے کنکریوں اور پتھروں والی زمین جو بہت سخت ہے اختیار کی اور ایسی زمین کو چھوڑا جو پرسبزہ اور نرم قدرتاً نہایت عمدہ اور قابل زراعت ہے

وَمَا الْقُرْاٰنُ اِلَّا مِثْلُ دُرَرٍ　　　فَرَائِدَ زَانَهَا حُسْنُ الْبَيَانِ

اور قرآن درحقیقت بہت عمدہ اور یگانہ موتیوں کی طرح ہے جو حسن بیان سے اور بھی اس کی زینت اور خوب صورتی نکلی ہے

وَمَا مَسَّتْ اَكُفُّ الْكَاشِحِيْنَا　　　مَعَارِفَهُ الَّتِيْ مِثْلُ الْحَصَانِ

اور دشمنوں کی ہتھیلیاں ان معارف کو چھوتی بھی نہیں جو قرآن میں ایسے طور پر چھپے ہوئے ہیں جیسے پردہ نشین پارسا عورت چھپی ہوئی ہوتی ہے

بِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِلْمٍ وَعَقْلٍ　　　وَاَسْرَارٍ وَاَبْكَارِ الْمَعَانِيْ

اس میں ہر یک وہ علم اور عقل ہے جس کا تو طالب ہے اور انواع و اقسام کے بھید اور نئی صداقتیں اس میں بھری ہیں

رَئَيْنَا دَرَّ مُزْنَتِهٖ كَثِيْرًا　　　فَدَيْنَا رَبَّنَا ذَا الْاِمْتِنَانِ

ہم نے اس کے مینہ کا پانی بہت ہی دیکھا ہے سو ہم اس خدا پر قربان ہیں جس نے ایسے احسان کئے۔

(نور الحق حصہ اوّل)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دلِ پرد چوں مرغ سوئے مصطفیٰ

(میرا دل ایک پرندہ کی طرح اُڑ کر مصطفیٰ صلعم کی طرف جاتا ہے)

ہمچنیں عشقم بروئے مصطفیٰ   دل پرد چوں مرغِ سوئے مصطفیٰ

(خدا تعالیٰ کے بعد) ایسا ہی عشق مجھے محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہے میرا دل ایک پرندہ کی طرح آپ کی طرف اُڑ کر جاتا ہے،

تا مرا دادند از حسنش خبر   شد دلم از عشق او زیر و زبر

جب سے مجھے آپؐ کے حسن کی خبر دی گئی ہے میرا دل آپؐ کے عشق میں بے قرار رہتا ہے

منکہ بینم رخِ آں دلبرے   جاں فشانم گر دہد دل دیگرے

میں جو اُس دلبر (یعنی آنحضورؐ) کا چہرہ دیکھ رہا ہوں اگر کوئی آپ کو دل دے تو میں اس کے مقابلہ میں آپؐ پر جان نثار کر دوں

ساقیٔ من ہست آں جاں پرورے   ہر زماں مستم کند از ساغرے

وہی روح پرور تو میرا ساقی ہے۔ وہ ہمیشہ جام شراب سے مجھے سرشار رکھتا ہے

محو روئے او شد است ایں روئے من   بوئے او آید ز بام و کوئے من

میرا چہرہ آپؐ کے چہرہ میں محو اور گم ہو گیا اور میرے مکان اور میرے کوچہ سے آپؐ ہی کی خوشبو آ رہی ہے

بسکہ من در عشقِ او ہستم نہاں   من ہمانم، من ہمانم، من ہماں

از بسکہ میں آپؐ کے عشق میں غائب ہوں۔ میں وہی ہوں، میں وہی ہوں، میں وہی ہوں

جانِ من از جان او یابد غذا   از گریبانم عیاں شد آں ذکا

میری روح آپؐ کی روح سے غذا حاصل کرتی ہے اور میرے گریبان سے وہی سورج نکل آیا ہے

الہامات کی خود کبھی خواہش نہیں کرنی چاہیئے

ہمیشہ حقیقی تزکیہ اور حقیقی تقویٰ کو اپنا مقصود بناؤ

(رقم فرمودہ حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رض)

سیّدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ الشعراء کی آیات هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ۝ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيْمٍ ۝ يُلْقُوْنَ السَّمْعَ وَ أَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ (۲۲۲ تا ۲۲۴) کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تاکیدی ہدایت کا بھی ذکر فرمایا ہے کہ الہامات کی اپنے نفس سے خواہش ظاہر نہیں کرنی چاہیئے بلکہ مقصود صرف یہی ہونا چاہیئے کہ خدا کی مرضی کے موافق تزکیہ نفس حاصل ہو اور اسی کی مرضی کے موافق تقویٰ حاصل ہو۔ چنانچہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

"پہلے تو اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا تھا کہ اس قرآن کو شیاطین نے نازل نہیں کیا اور نہ ان میں طاقت تھی کہ وہ ایسا کر سکتے اب اس آیت میں اللہ تعالیٰ کفار کے اس اعتراض کے جواب میں یہ مضمون بیان فرماتا ہے کہ شیاطین جن لوگوں پر نازل ہوتے ہیں ان کی کیا علامات ہوتی ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيْمٍ۔ شیطان ہر جھوٹے گناہ گار پر اترتا ہے یعنی شیطان کا تعلق تو افّاک اور اثیم کے سوا کسی سے ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ شیطان خود جھوٹ بولتا ہے اور اس کا نام شیطان ہی بتاتا ہے کہ وہ بڑا گناہ گار ہوتا ہے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو نہ جھوٹا ہے اور نہ گناہ گار۔ پھر اس پر شیاطین کس طرح ہو سکتے ہیں۔ بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو وہ ہیں جن کی صداقت اور راست بازی کے تم بھی قائل ہو . . .

پھر فرماتا ہے یُلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَکْثَرُھُمْ کٰذِبُوْنَ۔ وہ لوگ اپنے کان آسمان کی کی طرف لگائے رکھتے ہیں اور ان میں سے اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔ آسمان کی طرف اپنے کان لگائے رکھنے کے دو معنے ہیں۔ ایک معنے تو یہ ہیں کہ وہ اس بات کی خواہش اور تمنّا کیا کرتے ہیں کہ ان پر الہام نازل ہو اور انہیں کچھ غیب کی خبریں معلوم ہو جائیں۔ اور وہ اپنی خواہش میں اس قدر بڑھ جاتے ہیں کہ آخر انہیں شیطانی الہام ہونے لگ جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ خود بھی ٹھوکر کھاتے ہیں اور دوسروں کے لئے بھی ٹھوکر کا موجب بنتے ہیں۔ لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تو یہ حالت ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ خدا تعالیٰ سے کہے کہ مجھ پر کلام نازل کر خدا خود اس پر کلام نازل کرتا ہے اور وہ نفسانی رنگ میں یہ کبھی خواہش نہیں کرتا کہ خدا اس پر کلام نازل کرے تاکہ وہ دوسروں پر اپنی بڑائی ظاہر کرے۔ ہاں جو کلام خود اس پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوتا ہے اس پر وہ اس کا شکر بجا لاتا ہے لیکن جو افاک اور اثیم ہوتے ہیں ان کے دلوں میں ہر وقت یہی خواہش موجزن رہتی ہے کہ کسی طرح ان پر کلام نازل ہو جائے۔ وہ لوگ کہیں مسمریزم کرتے ہیں کہیں ہپناٹزم کا عمل کرتے ہیں اور کہیں وظیفے کرتے اور چلّے کاٹتے ہیں اور اس طرح تمام جدوجہد سے ان کا مقصد صرف اتنا ہوتا ہے کہ انہیں کچھ غیب کی خبریں معلوم ہو جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرمایا کرتے تھے کہ تم کبھی یہ خواہش نہ کرو کہ خدا تعالےٰ کا کلام تم پر نازل ہو ہاں اگر خدا تعالےٰ کا کلام تم پر نازل ہوتا ہے اور تم کو کوئی الہام ہوتا ہے تو یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے تم اگر اللہ تعالےٰ سے مانگنا چاہتے ہو تو اس کا فضل مانگو ہاں اگر کسی خاص موقعہ پر انسان استخارہ کرکے خدا تعالےٰ سے ہدایت طلب کرے تو اور بات ہے لیکن کلام الٰہی مانگنا اور اس کی خواہش کرنا تو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے مدّنظر صرف اپنی بڑائی کا خیال ہے خدا تعالےٰ کے قرب کی اُسے کوئی خواہش نہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الہامات کی خواہش رکھنے سے اپنی جماعت کو سختی سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ اپنی جماعت کو اس بارہ میں ہدایت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"مکالمات الٰہیہ کی اپنے نفس سے خواہش نہیں کرنی چاہیئے۔ خواہش کرنے کے وقت شیطان کو موقعہ ملتا ہے اور ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ بلکہ اپنا مدّعا اور مقصود ہمیشہ یہ ہونا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کی مرضی کے موافق تزکیہ نفس حاصل ہو اور اس کی مرضی کے موافق تقوےٰ حاصل ہو۔ اور کچھ ایسے اعمال حسنہ میسّر آجاویں کہ وہ راضی ہو جاوے۔ پس جس وقت وہ راضی ہوگا تب اُس وقت ایسے شخص کو اپنے مکالمات سے مشرف کرنا اگر اُس کی حکمت اور مصلحت تقاضا کرے گی تو وہ خود عطا کر دے گا۔ اصل مقصود اس کو ہرگز نہیں ٹھہرانا چاہیئے کہ یہی

ہلاکت کی جڑ ہے۔ بلکہ اصل مقصود یہی ہونا چاہیئے کہ قرآن شریف کی تعلیم کے موافق احکام الٰہی پر پابندی نصیب ہو اور تزکیہ نفس حاصل ہو اور خدا تعالیٰ کی محبت اور عظمت دل میں بیٹھ جائے اور گناہ سے نفرت ہو" (الحکم ۲۴ نومبر ۱۹۰۷ء صک)

اسیطرح فرماتے ہیں:۔

"وہ لوگ جو اپنے نفس میں پوری پاکیزگی نہیں رکھتے اور پھر خوابوں کی خواہش رکھتے ہیں اور الہامات کی طرف اپنا دل لگاتے ہیں ان کو حدیث النفس اور اضغاث احلام کے سوائے کچھ حاصل نہیں ہوتا" (تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء درج شدہ اخبار بدر ۱۰ رجولائی ۱۹۰۷ء صلا)

اس کے مقابلہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت تھی کہ آپؐ پر کلام الٰہی نازل ہوا تو آپ گھبراہٹ کی حالت میں اپنے گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہؓ سے فرمایا کہ لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ مجھے تو اپنے نفس کے متعلق ڈر پیدا ہو گیا ہے کہ نہ معلوم میں اس ذمہ داری کو بھی ادا کر سکتا ہوں یا نہیں لیکن جو جھوٹے اور شیاطین کی پیروی کرنے والے لوگ ہوتے ہیں ان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ رمل اور نجوم کے ذریعہ اور اسیطرح اور کئی قسم کے ذرائع سے غیب کی خبریں معلوم کرنے کی رات دن کوشش کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ لوگ ان کی بزرگی تسلیم کریں اور انہیں اپنے ملجا و ماویٰ سمجھنے لگ جائیں۔

يُلْقُوْنَ السَّمْعَ کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ شیطان کوشش تو کرتے ہیں کہ خدائی باتوں کو سنیں لیکن ان میں سے اکثر جھوٹے ہوتے ہیں وہ جھوٹ کو چھوڑ نہیں سکتے وہ خدا کی سنی ہوئی باتوں میں جھوٹ ملا دیتے ہیں اور اس طرح ان کا فریب کھل جاتا ہے۔ یعنی جب وہ مسلمانوں سے قرآن کریم سنتے ہیں تو اس میں غلط باتیں ملا کر لوگوں میں مشہور کر دیتے ہیں اور کہنے لگ جاتے ہیں کہ مسلمانوں کے قرآن میں یہ یہ باتیں بیان ہوئی ہیں۔ حالانکہ وہ بالکل جھوٹ ہوتا ہے۔

اس کا یہ مطلب نہیں جیسا کہ مفسرین نے لکھا ہے کہ شیاطین آسمان پر جا کر خدا تعالیٰ کی وحی کو معلوم کر لیتے ہیں کیونکہ قرآن کریم کی رو سے ایسا نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ اسی رکوع میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ (آیت ۲۱۳) یعنی شیطان آسمانی باتوں کے سننے سے دور رکھے گئے ہیں۔ اسیطرح ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ (سورۃ طور ۲) یعنی کیا ان کے پاس کوئی ایسی سیڑھی ہے جس کے ذریعہ وہ آسمان پر جا کر خدا تعالیٰ کی باتیں سن سکتے ہیں۔ اگر ان میں کوئی اس امر کا مدعی ہے کہ وہ آسمان پر گیا تھا اور اس نے خدا تعالیٰ کی باتیں سنی تھیں تو وہ اپنے دعوے کا ثبوت پیش کرے۔ ان آیات سے ظاہر ہے کہ آسمان

کی باتیں سننا تو الگ رہا وہاں تک کسی کے جانے کی اہلیت بھی قرآن کریم نے تسلیم نہیں کی۔ اور جب یہ حقیقت ہے تو یُلْقُوْنَ السَّمْعَ کے یہ معنے کرنے کس طرح جائز ہو سکتے ہیں کہ وہ آسمان کی باتیں سننے کے لئے اپنے کان لگائے رکھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس جگہ آسمان کی باتیں سننے کے معنے یہ ہیں کہ وہ مومن انسانوں سے خدا تعالےٰ کی باتیں سنتے ہیں۔ لیکن ان میں جھوٹ ملا کر قرآن کریم کو بدنام کرنے کے لئے لوگوں میں مشہور کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح ان کا جھوٹ لوگوں پر واضح ہو جاتا ہے۔ پس اس کے یہ معنے نہیں کہ شیطان آسمان پر جا کر ملاءِ اعلیٰ اور جبرئیل اور عرش کی باتوں کو سن لیتا ہے اور پھر وہ زمین پر آجاتا ہے۔ بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ جو لوگ شیطان کے مثیل ہوتے ہیں اور جنہوں نے ابلیسی جامہ زیب تن کیا ہوا ہوتا ہے وہ آسمانی باتوں کو ایسے رنگ میں بگاڑ کر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ ایک فتنہ برپا ہو جاتا ہے اور کئی لوگ ان کے فریب میں آجاتے ہیں۔ گویا براہ راست کلام الٰہی کے سننے سے تو وہ محروم ہی ہوتے ہیں آسمانی کتابوں سے وہ جو کچھ آسمانی باتیں حاصل کرتے ہیں ان میں بھی اپنی عادت کے مطابق اپنے پاس سے جھوٹ ملا دیتے ہیں اور اس طرح لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہی حقیقت اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں بھی فرمائی ہے کہ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا۔ (انعام ۱۱۳) یعنی اے ہمارے رسول! جس طرح تیرے زمانہ میں ہو رہا ہے اسی طرح ہم نے ہر نبی کے زمانہ میں انسان شیطانوں اور جن شیطانوں کو چھوڑ رکھا تھا اور وہ ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کے لئے جھوٹی باتیں سناتے تھے۔ یہ آیت بھی بتاتی ہے کہ انبیاء کے دشمن جو بڑے لوگوں میں سے بھی ہوتے ہیں اور عوام الناس میں سے بھی ہوتے ہیں، وہ ایک دوسرے کو غیب کی باتیں نہیں بتاتے بلکہ جھوٹی باتیں بتاتے ہیں۔ چنانچہ دیکھ لو مسلمان علماء نے قرآن کریم کی تفاسیر لکھی ہیں اور دہریوں اور بعض دوسرے مستشرقین نے بھی قرآن کریم کی تفاسیر لکھی ہیں۔ لیکن عیسائی پادریوں نے اپنی تفاسیر میں اسلام کو بدنام کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ پس آسمانی باتیں سننے کے لئے کان تو مومن بھی رکھتے ہیں اور کافر بھی مگر مومن تو اس لئے کان رکھتے ہیں کہ وہ اللہ تعالےٰ کے کلام کو سنیں اور اس پر عمل کریں اور کفار اس لئے رکھتے ہیں کہ وہ اس میں جھوٹ ملا کر لوگوں کو اور زیادہ گمراہ کریں۔ اور انہیں خدا اور اس کے رسول سے دور رکھنے کی کوشش کریں۔ پھر فرماتا ہے وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ۔ اُن میں سے اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔ اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس آیت میں پہلے اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا تھا کہ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ۔ شیطان ہر جھوٹے گناہ گار پر نازل ہوتے ہیں۔ اور یہاں فرماتا ہے کہ

اَکْثَرُھُمْ کٰذِبُوْنَ ۔ ان میں سے اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔ جب اکثر جھوٹے ہوتے ہیں تو معلوم ہوا کہ سارے کے سارے جھوٹے نہیں ہوتے حالانکہ کُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیْمٍ کہہ کر ان میں سے ہر ایک کو بلا استثناء جھوٹا کہا گیا تھا سو یاد رکھنا چاہیئے کہ اَکْثَرُھُمْ کے الفاظ اَفَّاکٌ اَثِیْمٌ کے متبعین کے لئے آئے ہیں۔ یعنی اَفَّاکٍ اَثِیْمٍ کے متبعین میں سے اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ افاکٌ اثیم کے متبعین سارے کے سارے جھوٹے ہوں ہو سکتا ہے کہ ان میں سے بعض غلطی خوردہ ہوں اور وہ اپنے لیڈروں کو سچا سمجھ کر ان کے پیچھے چل رہے ہوں۔ پس چونکہ دنیا میں اس قسم کے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو جھوٹ کو سچ سمجھ کر اختیار کرتے ہیں اس لئے اللہ تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ان کے تمام متبعین جھوٹے اور کذاب ہوتے ہیں۔ بلکہ فرمایا کہ اَکْثَرُھُمْ کٰذِبُوْنَ ۔ ان میں سے اکثر جھوٹے ہوتے ہیں ہاں ایک قلیل تعداد غلطی خوردہ لوگوں کی بھی ہوتی ہے ۔

(تفسیر کبیر)

ایک قِسم کا شرک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

" اگر چاہتے ہو کہ اس کا کلام سنو تو اس کا قرب حاصل کرو۔ مگر یہ یاد رکھو کہ اصل مقصود تمہارا یہ نہ ہو۔ ورنہ میرا اپنا یہی مذہب ہے کہ یہ بھی ایک قسم کا شرک ہوگا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کی رضا جوئی اور اس کی محبت کی غرض اصل تو یہ ہوئی کہ الہام ہوں یا کشوف ہوں اور پھر باریک طور پر اس کے ساتھ نفسانی غرض یہ ملی ہوئی ہوتی ہے کہ اس سے ہماری شہرت ہو، لوگوں میں ہم ممتاز ہوں، ہماری طرف رجوع ہو۔ یہ باتیں صافی تعلقات میں ایک روک ہو جاتی ہیں، اور اکثر اوقات شیطان ایسے وقت پر قابو پا لیتا ہے "

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۸۵-۸۶)

-٭-

خلافت سے دِلی وابستگی کی اہمیت

(مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب مربی سلسلہ کراچی)

خلافت سے دلی وابستگی نہایت درجہ اہمیت کی حامل ہے کیونکہ اسلام میں نبوت کے بعد سب سے اہم مقام، مقام خلافت ہے۔ اِس مقام کی عظمت اس امر کی مقتضی ہے کہ ہم خلافت کی اہمیت، اس کی برکات اور خلافت کے آداب سے باخبر ہوں تا وہ سچّی محبت اور دلی لگاؤ ہم کو حاصل ہو جس کا اسلام ہم سے تقاضا کرتا ہے۔

خلافت کا وجود جماعتی زندگی اور اس کی حیات و بقا کے لئے بمنزلۂ دل کے ہے جس طرح ہمارے جسم کے تمام اعضاء ایک ہی مرکز کے ساتھ وابستہ ہیں اور سب کی حیات کا مرکز صرف اور صرف قلب ہے، اس سے الگ رہ کر ہمارا ایک عضو بھی زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح افراد جماعت جو بمنزلۂ اعضا کے ہیں ان کی حیات ملّی کا مرکز صرف اور صرف خلیفۂ وقت ہے، ہم حیات ملّی کو اپنے وجود میں قائم و برقرار نہیں رکھ سکتے جب تک خلیفۂ وقت سے ہمارا وہی تعلق قائم نہ ہو جو اعضا کا دل سے ہے۔ جب ہم نظام عالم پر نگاہ ڈالتے ہیں تو وہاں بھی ہمیں یہی نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی پیدائش کے لئے مرکزیت کو تجویز فرمایا ہے۔ یعنی کوئی ایک وجود بمنزلۂ مرکز کے ہو اور بقیہ اجسام ایک دائرہ کی شکل میں اس کے چاروں طرف وجود پذیر ہوں اور اس پورے دائرے کی زندگی اور بقا اس مرکزی وجود کی زندگی اور بقا پر موقوف ہو۔ یعنی یہ کہ اگر چشم زدن کے لئے بھی دائرے کے اجسام اپنے مرکز سے الگ ہو جائیں یا مرکز کی اطاعت و انقیاد سے باہر ہو جائیں تو معاً نظام ہستی درہم برہم ہو جائے۔ دائرہ کی شکل میں وجود پذیر الگ الگ ہستیاں مرکز سے جدا ہو کر کبھی قائم و باقی نہیں رہ سکتیں۔ یہ الٰہی قانون اس قدر سچا اور پختہ ہے کہ ہمارے نظام زندگی کے ہر جزو میں کارفرما ہے۔ چنانچہ ہمارے سامنے جو یہ وسیع نظام شمسی ہے اس سارے نظام کی حیات و بقا اس مرکزِ

شمسی کی اطاعت و انقیاد پر موقوف ہے۔ ہماری زمین شب و روز اپنے مرکز کے طواف میں مصروف ہے۔ عالم نباتات کا بھی یہی حال ہے۔ ڈالیوں، پتوں، پھل اور پھولوں کی حیات جڑ سے وابستگی میں پنہاں ہے۔ جو شاخ ٹوٹی یا جو پتہ درخت سے جدا ہوا وہ اپنی حیات کھو بیٹھا۔

ہمارا اسلامی نظام بھی قانون قدرت کے نظام کے دوش بدوش جاری ہے عقائد کا حال دیکھ لیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا عقیدہ ہمارے عقائد کا مرکزی نقطہ ہے اگر خدا تعالیٰ کے وجود پر اعتقاد نہ ہو تو تمام عقائد سرے سے باطل ٹھہرتے ہیں۔ یہی حالی اعمال کا ہے۔ نماز ام العبادات ہے۔ بعینہٖ مسلمانوں کی جماعتی اور ملّی زندگی کے لئے ایک مرکزی وجود ضروری ہے تاکہ تمام امت بطور ایک دائرہ کے ہو۔ اس مرکزی وجود کا نام نبی اور اس کی وفات کے بعد اس کا خلیفہ ہے اس کی محبت، اس کی رفاقت، اس کی اطاعت، اس کی حرکت پر حرکت، اس کے سکون پر سکون، اس کی طلب پر لبیک، اس کی دعوت پر انفاقِ جاہ و مال ہر مسلمان پر اسیطرح فرض قرار دیا گیا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے رسول کی فرمانبرداری فرض ہے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ (النساء آیت ۶۰) اس آیت کریمہ میں بالترتیب تین اطاعتوں کا حکم ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت، رسول کی اطاعت، اور مسلمانوں میں جو اولوالامر ہے اس کی اطاعت مسلمانوں پر فرض ہے۔ خدا تعالیٰ نے اولوالامر کی اطاعت کو اس آیت میں رسول کی اطاعت کے حکم کے ساتھ ضم کر کے بیان کیا ہے تا یہ ثابت ہو کہ خلیفہ دراصل نبی کا قائمقام اور اس کا ظل ہوتا ہے اس لئے اس کی اطاعت میں رسول کی اطاعت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حکم بھی یہی ہے عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ وَالْمَهْدِيِّينَ یعنی تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کی پیروی لازمی ہے تمہارے لئے ہدایت کی راہ یہی ہے کہ ان کی دلی پیروی کرو۔ پھر ایک اور جگہ فرمایا مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَكَأَنَّمَا خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ یعنی جس شخص نے ایک بالشت بھی جماعت سے علیحدگی اختیار کی اس نے اسلام کی رسّی کو گردن سے نکال دیا۔ پھر فرمایا۔ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ یعنی جس نے خلافت سے علیحدگی اختیار کی وہ آگ میں ڈالا گیا۔ پس یہ ارشادِ خداوندی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات روز روشن کی طرح ظاہر کر رہے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ وہ دل و جان سے جاں نثارِ خلافت ہو۔

پھر دوسری شرعی دلیل جو خلافت سے دلی وابستگی کی اہمیت کو ظاہر کرتی ہے وہ یہ آیت مبارکہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

(سورۃ نساء آیت ۶۶)

اس آیت میں مومنوں کے باہمی تنازعات اور جملہ معاملات میں آخری حَکَم اللہ تعالیٰ نے نبی کو قرار دیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ رسول کی وفات کے بعد اس شان حکمیت کا حامل کون ہے جس کے فیصلوں کو شرح صدر سے قبول کرنا ایمان کی علامت قرار دی جا سکتی ہے ؟ ظاہر ہے یہ منصب نبی کے جانشین یعنی خلیفۂ نبی کو حاصل ہے۔ چنانچہ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو اُس وقت اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہی نمونہ پیش کیا کہ سب کے سب نے خلیفۂ وقت کے فیصلوں کو دل وجان سے قبول کیا اور خلیفہ کے فیصلہ کے مقابلہ میں اپنے خیالات و آراء کو ترک کر دیا اور دل و جان سے اس کے احکام کی تعمیل کر کے اپنے ایمان کا ثبوت دیا۔ پس اگر ہم خلیفۂ وقت سے دلی وابستگی نہ رکھیں تو ہم دل سے ان فیصلوں کو قبول نہیں کر سکتے جن کا قبول کرنا ہمارے مومن ہونے کی علامت قرار دیا گیا ہے۔

مسلمانوں کے تمام فرقے یہ دعویٰ رکھتے ہیں کہ وہ مومن اور نیکوکار ہیں۔ لیکن کسی کا مومن و نیکوکار ہونا تب ہی قابل قبول ہوگا جب کہ وہ خدا تعالیٰ کی گواہی سے مومن قرار پائے کیونکہ ایمان اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کا نام ہے۔ اور کسی کی قلبی کیفیت کا صحیح علم بجز خدا تعالےٰ کے کسی کو نہیں ہو سکتا۔ اور یہ امر کہ اُس کی نگاہوں میں مومن کون ہے ؟ یہ امر معلوم کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن میں یہ اصل مقرر فرمایا اَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ (بقرہ آیت ۴۱) یعنی تم میرے عہد پورے کرو میں وہ عہد جو میں نے تم سے کئے ہیں پورے کروں گا۔ پس جس جماعت سے اللہ تعالےٰ اپنے کئے ہوئے وعدے پورے کرے وہی جماعت ایمان دار اور اعمالِ صالحہ بجا لانے والی سمجھی جائے گی۔ آیئے قرآن کریم سے یہ معلوم کریں کہ خدا تعالےٰ نے مومن نیکوکاروں سے مخصوص طور پر کون کون سے وعدے کئے ہیں اور پھر یہ تلاش کریں کہ یہ عہد کس جماعت کے ساتھ پورے ہو رہے ہیں تا دنیا پر آسمانی گواہی سے یہ حقیقت کھل جائے کہ مومنوں کی جماعت کون سی ہے۔ ان وعدوں میں سے ایک وعدہ سورہ نور میں مذکور ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ

مِنۡ قَبۡلِهِمۡ (النور آیت ۵۶) یعنی اللہ تعالیٰ کا تم میں سے جو مومن و نیکوکار ہیں یہ وعدہ ہے کہ وہ انہیں خلافت کی نعمت عطا کرے گا۔ پس خلافت ایک قومی انعام ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے صرف مومنوں اور نیکوکاروں سے کیا ہے۔ چنانچہ قیام پاکستان سے قبل برصغیر میں میرے چچا صاحبان مولانا محمد علی صاحب جوہر اور مولانا شوکت علی صاحب نے جو تحریک، خلافت کے نام سے چلائی تھی۔ اس وقت علی الاعلان یہ کہا جاتا تھا کہ اگر ہم میں ایمان اور اعمال صالحہ ہوتے تو ہم سے خلافت جیسی نعمت عظمیٰ کی اہلیت سلب نہ کر لی جاتی۔ اس سے ظاہر ہے کہ غیر از جماعت مسلمان بھی اس حقیقت کے معترف ہیں کہ خلافت کی حقدار خدا تعالیٰ کے نزدیک جماعت مومنین ہی ہے ——— پس اے احمدی جماعت! تیرے لئے سجدات شکر بجالانے کا وقت ہے کہ آج یہ نعمت عظمیٰ تجھ کو عطا کی گئی ہے پہلے یہ نعمت صحابہ کرامؓ کو ملی تھی۔ اور اب دوبارہ اس نعمت کا وارث تجھ کو قرار دیا گیا۔ اب اگر ہم اس نعمت کی دل سے قدر نہ کریں اور دل و جان کا نذرانہ پیش نہ کریں تو ہمارے مومن اور نیکوکار ہونے کی کونسی شہادت آسمانی رہ جاتی ہے۔

خلافت سے وابستگی کی اہمیت ظاہر کرنے والی چوتھی شرعی دلیل یہ ہے کہ خلافت نورِ نبوت کو ممتد کرنے کا ذریعہ ہے خدا تعالیٰ نے نبوت کی یہ غرض بتائی ہے کہ لِيُخْرِجَهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّوْرِ یعنی نبی ظلمتوں کو مٹا کر نور پھیلاتا ہے اس کی وفات کے بعد اس نور کو برقرار رکھنے اور پھیلانے کا کوئی سامان نہ ہو تو انبیاء کی بعثت رائیگاں ہو جاتی ہے۔ معاذ اللہ یہ تو اس بڑھیا کی طرح ہوا جس نے سارا دن محنت سے سوت کاتا اور پھر شام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ سنت یہی ہے کہ وہ نبی کے ذریعہ جن نیکیوں کی تخم ریزی کرتا ہے خلفاء کے ذریعہ ان کی آبیاری فرماتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام مومنوں سے اشرف و اولیٰ ہیں۔ ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔" (شہادۃ القرآن صفحہ ۵۸)

پس جب ازروئے شریعت یہ امر ثابت ہو گیا کہ خلافت نورِ نبوت کے لئے بمنزلہ رفلیکٹر (REFLECTOR) کے ہے اور خلافت کو خدا تعالیٰ نے نورِ نبوت کو ممتد کرنے کا ذریعہ بنایا ہے تو ہمارے سول اس وقت تک ہی نورِ نبوت سے منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم خلافت کے ساتھ دلی

طور پر وابستہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی مختلف چیزوں میں مختلف خاصیتیں رکھی ہیں انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی اور یہ خاصیتیں خواہ بظاہر دیکھنے میں آئیں یا نہ آئیں۔ ان چیزوں میں موجود ضرور ہوتی ہیں۔ ان خاصیتوں کے جاننے سے ہی حکماء امراض کا علاج کرتے ہیں اور سائنسدان زندگی کے لئے مختلف قسم کی آسانیاں پیدا کر لیتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح سماجی اخلاقی اور روحانی امور میں بھی اللہ تعالیٰ نے مخصوص خوبیاں رکھی ہیں۔ مثال کے طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ یعنی جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ یعنی جماعت کو اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل ہوتی ہے۔ اس ارشادِ نبوی میں دراصل اس الٰہی قانون کی طرف رہنمائی کی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسلامی خلافت کے بارہ میں فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (النور آیت ۵۶) یعنی یہ خاصیت اسلامی خلافت میں ہی پائی جاتی ہے کہ وہ دین کو تمکنت بخشتی ہے اور مسلمانوں کے خوف کو امن سے بدل دیتی ہے۔ کسی اور چیز میں یہ خاصیت نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ دیکھ لو ہمارے زمانہ میں ایسی خلافت بھی تھی جس کے ساتھ حکومت تھی اور ایسی تنظیمیں بھی تھیں جو فرقہ وارانہ خیالات پر مبنی تھیں۔ لیکن وہ حوادث کا مقابلہ نہ کر سکیں لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ثُمَّ تَکُوْنُ الْخِلَافَۃُ عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّۃِ کے مطابق جب سے خلافت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا اُس وقت سے خدا تعالیٰ اس خلافت کے ذریعہ سے دین کو چاردانگِ عالم میں تقویت و تمکنت بخشتا چلا آرہا ہے۔ پھر جن لوگوں نے اس خلافتِ حقہ اسلامیہ سے روگردانی کی ان کا حال بھی ظاہر ہے۔ پس جب خدا تعالیٰ نے تمکنتِ دین خلافت سے وابستہ کر دی ہے تو ہمارے لئے دو ہی راہیں کھلی ہیں یا تو ہم دین اور اس کی سربلندی کا خیال اپنے دل و دماغ سے نکال دیں یا پھر دل و جان سے خلافت سے وابستہ رہیں تا ہمارا نام بھی جاں نثارانِ اسلام میں شمار ہو۔

پھر خلافت سے دلی وابستگی اس لئے بھی ضروری ہے کہ ہماری جماعتی زندگی کے لئے دو قسم کے خطرات ممکن ہیں ایک اندرونی اور دوسرے بیرونی۔ اندرونی خطرات بدعقیدگیوں اور بداعمالیوں کی شکل میں رونما ہوتے ہیں۔ اور نورِ نبوت سے جوں جوں انسان دور ہٹتا ہے یہ خطرہ اور بھی بڑھتا جاتا ہے۔ بیرونی خطرات سے وہ خطرات مراد ہیں جو مسلمانوں کے لئے بیرونی ماحول کے بدلتے ہوئے حالات کے پیدا کردہ مظاہر سے رونما ہوں۔ خلیفہ کا وجود ہی ایک ایسا وجود ہے جس کی نگاہ بیک وقت دونوں قسم کے خطرات پر ہوتی ہے اور وہ ان خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے جب اور جس کو موزوں سمجھے مسلمانوں کا ہر ایک سے مشورہ

کر لیتا ہے۔ خلافت ہی وہ ذریعہ ہے جس سے امت کی رائے معلوم کی جاسکتی ہے۔ ہاں اگر خاص حالات یا وجوہ کی بناء پر خلیفہ رائے عامہ کو مسترد کرنا چاہے تو مسترد کر سکتا ہے۔ جیسے صلح حدیبیہ اور اسامہ بن زید رضؓ کے لشکر کی روانگی کے وقت ہوا۔ غرض رائے عامہ معلوم کر کے اس پر حکم لگانے کا اس سے زیادہ مفید اور بابرکت اور کوئی ذریعہ نہیں اگر ہم خلیفہ کے ساتھ دلی وابستگی نہ رکھیں تو ہم اندرونی و بیرونی دونوں قسم کے خطرات کا شکار ہو کر اپنی روحانی اور جماعتی زندگی کو نقصان پہنچانے والے ہوں گے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ اَلْاِمَامُ جُنَّۃٌ یُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِہٖ یعنی امام ایک ڈھال ہے جو تم کو حملوں سے محفوظ رکھنے والا ہے۔ پس ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم خلیفہ کے احکام کی بجا آوری کے لئے دل سے تیار رہیں ورنہ ہمارا ایمان، ہمارے عقائد اور ہمارا معاشرہ اور جماعتی زندگی سب خطرہ میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے خلافت کے انتخاب کے لئے قرآن کریم میں یہ حکم دیا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا (النساء آیت ۵۹) یعنی خلافت قومی امانت ہے جس کو اہل پاؤ اسے اُسی کے سپرد کرو۔ ادھر خدا فرماتا ہے کہ خلیفہ میں بناتا ہوں۔ ان دونوں باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس انتخاب میں اپنا منشاء غیبی القاء کی صورت میں منتخبوں کے دماغوں میں ڈالتا ہے کہ وہ اُسی کو منتخب کریں جس کو وہ چاہتا ہے اور جو ان کے لئے موزوں ہے۔ اس وقت مومنوں کی آراء اللہ تعالیٰ کے منشاء کی آئینہ دار ہوتی ہیں۔ اسی طریق انتخاب کے اجراء سے خدا تعالیٰ کا منشاء ہی یہ ہے کہ لوگوں میں خلیفہ وقت کی دلی اطاعت کے لئے بالطبع رغبت پیدا ہو اور انہیں یہ احساس رہے کہ خلیفہ کے انتخاب میں خود ہماری اپنی آراء شامل ہیں اس لئے ہم کو اس کی دلی طور پر قدر کرنی چاہیئے۔ دوسرے یہ احساس کہ ہمارے ارادہ میں اللہ تعالیٰ کا ارادہ شامل ہے خلیفہ کی تقدیس کو مومنوں کی نگاہوں میں بلند کر دیتا ہے۔ یہ دوگونہ احساس ان کو دلی اطاعت پر آمادہ کرتے ہیں پھر اس انتخاب میں مومنوں کے ذہنی ارتقاء کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے اور اطاعت کے اسباب بھی جمع کر دیئے گئے ہیں کیونکہ سب متقی مومن اپنے میں سے اتقٰی کو چنتے ہیں اور وہی خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اس بات کا مستحق ہوتا ہے کہ اس کی عظمت اور بزرگی کا اعتراف کر کے اس کی دل سے عزت کی جائے۔ در اصل خلیفہ وقت متقیوں کی حیات اجتماعیہ کا مظہر ہوتا ہے اور اس کے وجود میں بلا امتیاز رنگ و ملت تمام انسانوں کے حقوق محفوظ ہوتے ہیں اور وہ قوم کے لئے بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے۔ جیسے انگریزی میں FATHER OF THE NATION کہتے ہیں اسی لئے اس کی عظمت اور اطاعت کرنا ہمارے لئے ماں باپ سے بھی بڑھ کر ضروری ہے۔

پس کتاب و سنت نے جماعتی زندگی کے لئے ہر مسلمان کے واسطے ضروری قرار دیا ہے کہ جس کو جماعتِ مومنین اپنا خلیفہ منتخب کرے وہ جو کچھ تعلیم دے دل و جان کے ساتھ اسے قبول کرے اور بلا چون وچرا اس کی تعمیل اور اطاعت کرے۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے لکھا ہے کہ سب کی زبانیں گونگی ہوں صرف اس کی زبان گویا ہو۔ سب کے دماغ بے کار ہو جائیں صرف اس کا دماغ کارفرما ہو۔ لوگوں کے پاس نہ زبان ہو، نہ دماغ، صرف دل ہوں جو قبول کریں۔ صرف ہاتھ اور پاؤں ہوں جو عمل کریں۔

پس دوستو! خلافت وہ آسمانی رسی ہے جس کے ذریعہ سے ہمارا قومی شیرازہ بندھا ہوا ہے۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ یہ حبل اللہ ٹوٹ نہیں سکتی ہاں چھوٹ سکتی ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم مضبوطی سے اس آسمانی رسی کو پکڑے رہیں۔ اور ہمارے سب کے ہاتھ اس پر جمع ہوں اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم دل سے اس کے ساتھ وابستہ رہیں اور اس خدائی وعید سے ڈرتے رہیں کہ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ کہ جس نے اس رسی کو چھوڑا وہ مومنانہ اعمال سے محروم ہو گیا۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

(۱) "امام کی آواز کے مقابلہ میں افراد کی آواز کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ تمہارا فرض ہے کہ جب بھی تمہارے کانوں میں خدا تعالیٰ کے رسول کی آواز آئے تم فوراً اس پر لبیک کہو اور اس کی تعمیل کے لئے دوڑ پڑو کہ اسی میں تمہاری ترقی کا راز مضمر ہے۔ بلکہ اگر انسان اس وقت نماز پڑھ رہا ہو تب بھی اس کا فرض ہوتا ہے کہ نماز توڑ کر خدا تعالیٰ کے رسول کی آواز کا جواب دے ... یہی حکم اپنے درجہ کے مطابق خلیفۂ رسول پر بھی چسپاں ہوتا ہے۔ اور اس کی آواز پر بھی جمع ہو جانا ضروری ہوتا ہے۔ اور اس کی مجلس سے بھی چپکے سے نکل جانا بڑا بھاری گناہ ہوتا ہے۔"

(۲) "اگر تم کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہارا کام یہ ہے کہ تم ایک ہاتھ کے اٹھنے پر اٹھو اور ایک ہاتھ کے گرنے پر بیٹھ جاؤ۔ جب تک یہ روح زندہ رہے گی مسلمان بھی زندہ رہیں گے ... اور جس دن یہ روح مٹ جائے گی اس دن اسلام تو پھر بھی زندہ رہے گا مگر خدا تعالیٰ کا ہاتھ ان لوگوں کا گلا گھونٹ کر رکھ دے گا۔ جو محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے انحراف کرنے والے ہوں گے۔"

☆

ایک نہایت اہم اور بابرکت تجویز!

جسے حضرت امیر المومنین نے ازراہِ شفقت منظور فرمالیا

مجلس انصار اللہ راولپنڈی نے مندرجہ ذیل تجویز شوریٰ انصار اللہ کے لئے بھجوائی تھی :۔

"مجلس انصار اللہ کا نظام قائم ہو چکا ہے اور مجلس ترقی کی منازل طے کر رہی ہے جس مقام پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اسے لے جانا چاہتے ہیں اس پر ابھی مجلس نہیں پہنچ سکی دستور اساسی کے قواعد کے مطابق اگلے سال صدر مجلس کا انتخاب ہونا چاہیئے جس مقام پر مجلس انصار اللہ اس وقت پہنچ چکی ہے اس کا تقاضا یہی ہے کہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ اس مجلس کی براہ راست سرپرستی فرماتے رہیں البتہ نائب صدر کا انتخاب اگلے سال مجلس شوریٰ میں کروالیا جائے نائب صدر کے انتخاب کے قواعد وہی ہوں جو صدر کے انتخاب سے متعلق ہیں۔ حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مؤدبانہ گزارش کی جاوے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ یہ تجویز منظور فرمالیں"

یہ تجویز مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ کے اجلاس منعقدہ ۲۸ ۹/۶۶ میں پیش ہوئی اس پر مجلس عاملہ نے مندرجہ ذیل رائے کا اظہار کر کے تجویز حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھجوائی تھی :۔

"مجلس مرکزیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کرتی ہے اور اسی میں اپنی سعادت سمجھتی ہے کہ حضور ہی مجلس انصار اللہ کی صدارت فرمائیں اور نائب صدر بھی حضور کی طرف سے نامزد ہو۔"

اس پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ ارشاد فرمایا ہے :۔

"ایک سال کے لئے منظور ہے"

قائد عمومی
مجلس انصار اللہ مرکزیہ

بیعت کی حقیقت اور اس کا ایک بنیادی تقاضا

ماسوی اللہ سے کامل انقطاع اور مرشدِ کامل کیساتھ مضبوط پیوند

(مکرم پروفیسر شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم اے۔ قائد عمومی مجلس مرکزیہ)

بیعت کے ذریعہ ایک انسان اپنے ہادی و مرشد کے ہاتھ پر اپنا سب کچھ بیچ دیتا اور اس کے ساتھ کامل تعلق پیدا کر لیتا ہے۔ ایسا تعلق کہ دنیا میں جس سے بڑھ کر اور کسی قسم کا تعلق ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ اپنے نفس پر ایک موت وارد کر کے کامل اخلاص وفاداری اور محبت کے ساتھ اس کے ساتھ ہو جاتا اور اس کے اشاروں پر چلتا ہے۔ لفظ بیعت کی تشریح کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"بیعت رسمی فائدہ نہیں دیتی ایسی بیعت سے حصہ دار ہونا مشکل ہوتا ہے۔ اسی وقت حصہ دار ہو گا جب اپنے وجود کو ترک کر کے بالکل محبت اور اخلاص کے ساتھ اس کے ساتھ ہو جائے۔" (ملفوظات جلد اوّل ص۵)

اپنے مرشد کی بیعت کر لینے اور اس کے ہاتھ پر بک جانے کے بعد ایک مومن ہر بات میں اسی کی طرف دیکھتا ہے اور اسی سے رہنمائی حاصل کرتا ہے۔ اس کی خواہشات اور اس کے ارادے اپنے مرشد اور امام کے ارادوں کے تابع ہو جاتے ہیں اور اسی میں برکت پاتے ہیں۔ اسے جس بات میں شک و شبہ ہوتا ہے اسے اپنے مرشد کے حضور پیش کرتا ہے۔ اور اس کے فیصلہ کو بطیبِ خاطر قبول کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کے ذکر میں قرآن مجید میں فرماتا ہے :-

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ٥

پس تیرے رب کی قسم ہے۔ جب تک وہ (یہ) اس بات میں جس کے متعلق ان میں جھگڑا ہو جائے تجھے حکم نہ بنائیں (اور) پھر جو فیصلہ تو کرے اس سے اپنے نفوس میں کسی قسم کی تنگی نہ پائیں اور پورے طور پر فرمانبردار نہ ہو جائیں ہرگز ایمان دار نہ ہونگے

(تفسیر صغیر)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ جماعت مومنین کے ایک امتیازی طرز عمل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ جس بات کے متعلق اللہ تعالیٰ کا رسول اپنی رائے ظاہر کر دے وہ بطیب خاطر اسے اپنا لیتے اور اسے تسلیم کر لیتے ہیں کیونکہ ایک مومن کی شان سے یہ بعید ہے کہ خدا کے نبی اور اس کے مامور کی کسی بات کے متعلق دل میں کسی قسم کی تنگی اور انقباض محسوس کرے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اے پیغمبر تمہارے ہی پروردگار کی قسم ہے کہ جب تک یہ لوگ اپنے باہمی جھگڑے تم ہی سے فیصلہ نہ کرائیں اور صرف فیصلہ ہی نہیں بلکہ جو کچھ تم فیصلہ کر دو اس سے کسی طرح دل گیر بھی نہ ہوں۔ بلکہ کمال اطاعت اور دلی رضامندی اور شرح صدر سے اسے قبول کر لیں تب تک یہ لوگ ایمان سے بے بہرہ ہیں۔" (تریاق القلوب ص۸۳)

پس مومن ہر بات میں خدا کے رسول اور اس کے مامور اور مرشد کی طرف دیکھتے ہیں اور اس کے حکم اور اس کے فیصلہ کو کمال اطاعت اور دلی رضامندی اور شرح صدر سے قبول کرتے ہیں۔ اور اس طرح وہ خدا کی رضا اور اس کی خوشنودی کو حاصل کرتے ہیں۔

مزید تشریح کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"ہمارے ہاتھ پر بیعت توبہ کی جاتی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا اور اس شخص کو جسے خدا نے اپنا مامور کر کے دنیا میں بھیجا ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے جس کا نام حکم اور عدل رکھا گیا ہے۔ اپنا امام سمجھوں گا اس کے فیصلہ پر ٹھنڈے دل اور انشراح قلب کے ساتھ رضامند ہو جاؤں گا لیکن اگر کوئی شخص یہ عہد اور اقرار کرنے کے بعد بھی ہمارے کسی فیصلہ پر

خوشی کے ساتھ رضامند نہیں ہوتا بلکہ اپنے سینہ میں کوئی روک اور اٹک پاتا ہے تو یقیناً کہنا پڑے گا کہ اس نے پورا تبتل حاصل نہیں کیا اور وہ اس اعلیٰ مقام پر نہیں پہنچا جو تبتل کا مقام کہلاتا ہے بلکہ اس کی راہ میں ہوائے نفس اور دنیوی تعلقات کی روکیں اور زنجیریں باقی ہیں۔ ان حجابوں سے وہ باہر نہیں نکلا جن کو پھاڑ کر انسان اس درجہ کو حاصل کرتا ہے۔ جب تک وہ دنیا کے درختوں سے کاٹا جا کر الوہیت کی شاخ کے ساتھ ایک پیوند حاصل نہیں کرتا اس کی سرسبزی اور شادابی محال ہے۔ دیکھو جب ایک درخت کی شاخ اس سے کاٹ دی جاوے تو وہ پھل پھول نہیں دے سکتی خواہ اسے پانی کے اندر ہی کیوں نہ رکھو اور ان تمام اسباب کو جو پہلی صورت میں اس کے لئے مایۂ حیات تھے استعمال کرو لیکن وہ کبھی بھی بارآور نہ ہوگی۔ اسی طرح پر جب تک ایک صادق کے ساتھ انسان کا پیوند قائم نہیں ہوتا وہ روحانیت کو جذب کرنے کی قوت نہیں پا سکتا۔ اسی طرح پر یہ بے تعلق اور الگ ہو کر بارآور نہیں ہو سکتا۔ انسان کو متبتل ہونے کے لئے ایک قطع کی ضرورت بھی ہے اور ایک پیوند کی بھی۔" (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۵۹ - صفحہ ۳۶۰)

جب تک ایک صادق کے ساتھ ایک مومن کا مضبوط پیوند نہیں ہوتا اور اس سے دلی تعلق قائم نہیں ہوتا، وہ اپنے مرشد صادق سے روحانیت کی قوت کو جذب کرنے اور اس سے فیض یاب ہونے کی طاقت نہیں پاتا۔ اس کے لئے ماسوی اللہ سے کامل انقطاع اور مرشد کامل کے ساتھ مضبوط پیوند ضروری ہوتا ہے۔

مرشد کے ساتھ ایک مومن کا رشتہ بہت نازک ہوتا ہے اس سلسلہ میں حد درجہ احتیاط ملحوظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ ورنہ حبط اعمال اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے کا خدشہ ہوتا ہے۔ آداب رسالت بیان فرماتے ہوئے اور مومنوں کے لئے طریق عمل متعین کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ایک مقام پر فرماتا ہے:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا
تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ
وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ
اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول کے سامنے
بڑھ بڑھ کر باتیں نہ کیا کرو اور اللہ تعالیٰ
کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ، بہت سننے والا
(اور) جاننے والا ہے۔
اے مومنو! نبی کی آواز سے اپنی آواز

تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ
صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا
لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ
لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ
وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ
الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ
عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ
لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ
اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ
يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ
اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ
اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ
اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ
فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا
اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ
فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ
نٰدِمِيْنَ ۝ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ
فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ
يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ
الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ
وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ

۔ اونچی نہ کیا کرو اور نہ بلند آواز سے اس کے سامنے اس طرح بولا کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کے سامنے اونچا بولتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم جانتے بھی نہ ہو۔ وہ لوگ جو اپنی آوازوں کو رسول کے سامنے دبا کر رکھتے ہیں وہی ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے پوری طرح جائزہ لے لیا ہے اور ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر مقدر ہے۔ وہ لوگ جو کمروں کی دیواروں کے پیچھے سے تجھے آواز دیتے ہیں ان میں سے اکثر بے وقوف ہیں۔ اگر وہ اس وقت تک انتظار کرتے کہ تو ان کی طرف نکل کر باہر آجاتا تو یہ ان کے لئے اچھا ہوتا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اے مومنو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی اہم خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کسی قوم پر حملہ کر دو اور پھر اپنے کئے پر شرمندہ ہو۔

اور جان لو کہ اس وقت اللہ کا رسول تم میں موجود ہے اور اگر اکثر امور میں وہ تمہاری بات مان لیا کرے تو تم تکلیف میں پڑ جاؤ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہاری نگاہ میں ایمان کو پیارا بنایا ہے اور تمہارے دلوں میں اس کو خوبصورت کر کے دکھایا ہے

كَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

(الحجرات رکوع ۱)

اور تمہاری نگاہ میں کفر اور اطاعت (سے نکل جانے اور نافرمانی کرنے کو ناپسندیدہ کرکے دکھایا ہے وہ لوگ اس آیت کے مصداق ہیں اور یہی لوگ سیدھے رستہ پر ہیں (یعنی) اللہ کے فضل اور نعمت سے ۔ اور اللہ خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے ۔ (تفسیر صغیر)

پس ان آیات کی روشنی میں ایک مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ

۱۔ اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کے مامور کے ادب کو ہمیشہ ملحوظ رکھے ۔ اور ان کے سامنے بڑھ بڑھ کر باتیں نہ بنائے کیونکہ یہ امر تقویٰ کے خلاف ہے

۲۔ اللہ تعالیٰ کے رسول کی موجودگی میں اپنی آواز دھیمی رکھے اور کسی بات پر اپنی رائے کا اظہار نہ کرے بلکہ ہر آن مرشد کی طرف دیکھے اور انہی سے راہنمائی حاصل کرے ۔ کسی امر میں خدا کے مامور کی رائے معلوم ہو جائے تو اسے اپنا لے اور اسے موضوع بحث نہ بنائے ۔

۳۔ نبی اور اس کے مامور کی دینی مہمات میں مصروفیات کے پیش نظر جا و بے جا ان کے کام میں حارج نہ ہو بلکہ ان سے راہنمائی حاصل کرنے کے لئے ملاقات کے مقررہ اوقات کا انتظار کرے

۴۔ بعض کمزور ایمان والوں کی پھیلائی ہوئی خبروں افواہوں اور باتوں پر بغیر تحقیق یقین نہ کر لیا کرے تاکہ اسے خود حقیقت حال معلوم ہونے پر بعد میں شرمندہ نہ ہونا پڑے ۔

۵۔ اگر وہ اللہ کے رسول اور اس کے مامور کے سامنے کوئی تجویز پیش کرے یا مشورہ دے تو اس امر کو ملحوظ رکھے کہ اللہ تعالیٰ خود اپنے رسول کی رہنمائی کر رہا ہوتا ہے ۔ اس لئے نبی اور مامور من اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور خدا تعالیٰ کی عطا کردہ روشنی میں کسی امر کا فیصلہ کرتا ہے ۔ پس مومن کبھی اپنی بات پر نہ اڑے بلکہ اپنی بات پیش کرنے کے بعد آخری فیصلہ اللہ کے رسول پر چھوڑ دے کہ اسی میں خیر و برکت ہوتی ہے ۔

۶۔ خدا کے مامور اور مرسل کے خلفاء کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد وہ ان کے ساتھ بھی انہی آداب کو ہر طرح ملحوظ رکھے کہ وہ اسی کے نائب اور قائم مقام ہوتے ہیں ۔

ان آداب کو ملحوظ رکھے بغیر ـــــــ

"ایک صادق کے ساتھ انسان کا پیوند نہیں ہوتا وہ روحانیت کو جذب کرنے کی قوت نہیں پا سکتا ۔" (حضرت مسیح موعود ؑ ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۶۰)

اور

"اللہ تعالیٰ پوست کو پسند نہیں کرتا وہ تو روحانیت اور مغز کو قبول کرتا ہے
اس لئے فرمایا لن ینال اللہ لحومھا ولا دماء ھا ولکن ینالہ التقوی
منکم اور دوسری جگہ فرمایا انّما یتقبّل اللہ من المتّقین۔ حقیقت
میں یہ بڑی نازک جگہ ہے یہاں پیغمبر زادگی بھی کام نہیں آ سکتی۔ ۔ ۔ ۔ خدا تعالیٰ وفاداری
اور صدق کو پیار کرتا ہے اور اعمال صالحہ کو چاہتا ہے۔ لاف و گزاف اسے حاصل
نہیں کر سکتے"

(ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام الحکم ۳۱ جولائی ۱۹۰۴ء)

صحابہؓ والا ایمان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہماری جماعت کے لوگ بھی اِس طرح کے ابھی بہت ہیں جو شرطی طور پر خدا تعالےٰ
کی عبادت کرتے ہیں۔ بعض لوگ خطوں میں لکھتے ہیں کہ اگر ہمیں اتنا روپیہ
مل جاوے یا ہمارا کام ہو جاوے تو ہم بیعت کر لیں گے۔ بے وقوف اتنا
نہیں سمجھتے کہ خدا تعالےٰ کو تمہاری بیعت کی ضرورت کیا ہے۔ ہماری
جماعت کا ایمان تو صحابہؓ والا چاہیئے۔ جنہوں نے اپنے سر خدا تعالےٰ کی
راہ میں کٹوا دیئے تھے"

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۳۸۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ کی

تقویٰ شعاری

مکرم مولوی غلام احمد صاحب فرخ مربی سلسلہ ۔حیدرآباد

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بار بار تقویٰ اختیار کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور قرآن کریم کے آغاز میں ہی ھدًی للمتّقین فرما کر بتایا ہے کہ قرآن پاک کی ہدایت سے متقی ہی فائدہ حاصل کرسکیں گے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیفات و ملفوظات میں تقویٰ کی باریک راہوں کی نشان دہی فرمائی بلکہ نہایت مؤثر اور بلیغ انداز میں روشنی ڈالی ہے ۔چنانچہ حضورؑ اپنے منظوم کلام میں جماعت کو تقویٰ شعاری کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔ ؎

ہمیں اس یار سے تقویٰ عطا ہے ۔۔۔ نہ یہ ہم سے کہ احسانِ خدا ہے
کرو کوشش اگر صدق و صفا ہے ۔۔۔ کہ یہ حاصل ہو جو شرطِ لقا ہے
یہی آئینۂ خالق نما ہے ۔۔۔ یہی اک جوہرِ سیفِ دعا ہے
ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے ۔۔۔ اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے
یہی اک فخرِ شانِ اولیاء ہے ۔۔۔ بجز تقویٰ زیادت ان میں کیا ہے
ڈرو یارو کہ وہ بینا خدا ہے ۔۔۔ اگر سوچو یہی دارالجزاء ہے

مجھے تقویٰ سے اس نے یہ جزا دی
فسبحان الّذی اخزی الاعادی

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ ۔۔۔ مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ
سنو ہے حاصلِ اسلام تقویٰ ۔۔۔ خدا کا عشق مے اور جام تقویٰ
مسلمانو بناؤ تام تقویٰ ۔۔۔ کہاں ایماں اگر ہے خام تقویٰ

یہ دولت تُو نے مجھ کو اے خدا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے صحابہؓ کی جس رنگ میں تربیت فرمائی اور تقوےٰ کی پاک راہوں پر چلنے کے لئے آپ نے جو راہ نمائی فرمائی، اس کا ایک نمونہ یہ واقعہ ہے۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:۔

"حضور ایک مرتبہ لدھیانہ جا رہے تھے ہم کرتارپور سے آپ کے ساتھ ریل میں سوار ہوئے یعنی منشی اروڑا صاحبؓ۔ محمد خان صاحبؓ اور خاکسار۔ حضورؑ انٹر کے درجہ میں تھے ہم اتفاق سے وہیں جا بیٹھے۔ مگر ہمارے پاس تیسرے درجہ کا ٹکٹ تھا۔ حضورؑ نے پوچھا آپ کے پاس ٹکٹ کونسے درجے کے ہیں (یہ محض اتفاقیہ اور خلاف معمول بات تھی جو حضورؑ نے دریافت فرمایا) ہم نے کہا سوئم درجہ کے ٹکٹ ہیں۔ آپ نے فرمایا انٹر کا کرایہ جا کر ادا کر دینا۔ سٹیشن پر ہم نے وہ زائد پیسے دیئے تو اسٹیشن ماسٹر نے جو ہمارا واقف تھا لینے سے انکار کیا کہ معمولی بات ہے۔ منشی اروڑا صاحب نے کہا کہ یہ ہمارے مرشد کا حکم ہے اُس پر بہت اثر ہوا۔ اور وہ پیسے ادا کئے گئے۔" (اصحاب احمد جلد چہارم ص۱۳۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس مؤثر تعلیم و تلقین اور پاک صحبت کے اثر سے ایک پاک اور صالح جماعت وجود میں آئی۔ وہ لوگ جو پہلے بے دین اور اسلامی تعلیم سے ٹھٹھا اور ہنسی کرنے والے تھے وہ آپ کی بیعت میں شامل ہونے اور آپ کی صحبت میں تربیت پانے کے بعد دیندار، خدا سے ڈرنے والے، اسلام سے محبت کرنے والے، اسلام کی تعلیم پر دلی شوق سے عمل کرنے والے، تقوےٰ کی باریک راہوں پر چلنے والے اور اسلام کی خدمت میں اپنی روح کی غذا پانے والے بن گئے۔ آپ کے صحابہؓ نے تقوےٰ طہارت اور اطاعت کے لحاظ سے وہ غیر معمولی نمونہ دکھایا جس کی مثال اس زمانہ میں کسی دوسری جگہ نظر نہیں آتی۔ اس سلسلہ میں چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

ایک دوست ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے اور سرکاری ملازمت میں تھے۔ احمدیت سے قبل انہوں نے حسب دستورِ زمانہ لوگوں سے بے دریغ رشوت لی تھی۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے ان کو احمدیت سے مشرف کیا تو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے ماتحت اس فعل کو نہ صرف یکدم ترک کر دیا بلکہ جن جن لوگوں سے رشوت لی تھی ان سب کے گھروں میں جا جا کر ان سے معافی مانگی اور رشوت کا سارا روپیہ واپس کیا اور جب اپنی پونجی ختم ہوگئی تو جدی جائداد فروخت کر کے حساب بے باق کر دیا۔

اس سے بھی بڑھ کر تقوے کی باریک در باریک راہوں پر گامزن ہونے کی ایک مثال حضرت حجۃ اللہ نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کی ہے۔ آپ کے متعلق حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رض فرماتے ہیں

"حضرت نواب صاحب کی زندگی میں ایک مرد مومن کی زندگی کی تصویر ہے۔ جب مالیر کوٹلہ ریلوے برانچ جاری ہوئی تو آپ نے اس لائن پر کچھ کام بطور ٹھیکہ لے لیا۔ وہ کام دراصل آپ کے ایک خاص امتیاز کے اظہار کا موجب ہوا۔ آپ سے چاہا گیا کہ ان انجینئروں یا افسروں کو جو اس کام کے پاس کرنے والے تھے کچھ روپیہ دے دیں۔ آپ نے اسے رشوت قرار دیا اور صاف انکار کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کو خطرناک مالی نقصان ہوا مگر آپ نے اس کی ذرہ بھی پرواہ نہ کی۔" (اصحاب احمد جلد دوم صفحہ ۶۲)

اسی سلسلہ میں مشہور مسلم مشنری حضرت مولوی حسن علی صاحب بھاگلپوری کا ذکر کرنا مناسب خیال کرتا ہوں۔ آپ ۱۸۵۲ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۷۲ء میں بھاگلپور میں ہی بعہدہ ہیڈ ماسٹری ملازم ہو گئے۔ طبیعت میں مذہبی ذوق و شوق ابتدا سے تھا۔ ۱۸۸۶ء میں اللہ تعالے نے یکایک دل میں ڈالا کہ ملازمت چھوڑ کر اشاعت اسلام میں لگ جاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ اور دوستوں کے سمجھانے کی بھی پرواہ نہ کی۔ پٹنہ۔ کلکتہ۔ ڈھاکہ۔ مدراس اور ہندوستان کے دیگر بڑے بڑے شہروں میں انگریزی میں اسلام پر کامیاب لیکچر دیئے۔ ۱۸۸۷ء میں آپ لاہور میں انجمن حمایت اسلام کے جلسہ میں شریک ہوئے۔ وہاں سے قادیان پہنچے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملے ۱۸۹۴ء میں دوبارہ قادیان آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ یہ واقعات آپ نے اپنی کتاب "تائید حق" میں آپ بیتی کے رنگ میں بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

"۱۸۹۳ء میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ میں مجھ کو شریک ہونے کا اتفاق ہوا۔ یہاں پر میں اس عالم و مفسر قرآن سے ملا جو اپنی نظیر سارے ہند کیا بلکہ دور دور تک نہیں رکھتا۔ یعنی مولوی حکیم نورالدین صاحب سے ملاقات ہوئی۔ میں ۱۸۸۷ء کے سفر پنجاب میں بھی حکیم صاحب ممدوح کی بڑی تعریفیں سن چکا تھا۔ غرض حکیم صاحب نے انجمن کے جلسہ میں قرآن مجید کی چند آیتیں تلاوت کر کے ان کے معنی اور مطالب بیان کرنا شروع کئے۔ کیا کہوں اس بیان کا مجھ پر کیا اثر ہوا۔ حکیم صاحب کا وعظ ختم ہوا اور میں نے کھڑے ہو کر اتنا کہا کہ مجھ کو فخر ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے اتنے بڑے عالم اور مفسر کو دیکھا اور اہل اسلام کو جائے فخر ہے کہ ہمارے درمیان اس زمانہ میں ایک ایسا عالم موجود ہے ..... رات

کو میں اپنی قیام گاہ پر آیا۔ میری خواہش تھی کہ جناب مولوی حکیم نورالدین صاحب سے ملاقات کرتا لیکن مولوی صاحب از راہ کرم خود ہی خاکسار سے ملنے آ گئے۔ میں نے ان سے تنہائی میں سوال کیا کہ مرزا صاحب سے جو آپ نے بیعت کی ہے اس میں کیا نفع دیکھا ہے۔ جواب دیا کہ ایک گناہ تھا جس کو میں ترک نہیں کر سکتا تھا۔ جناب مرزا صاحب سے بیعت کر لینے کے بعد وہ گناہ نہ صرف چھوٹ ہی گیا بلکہ اس سے نفرت ہو گئی۔ جناب مولوی حکیم نورالدین صاحب کی اس بات کا مجھ پر خاص اثر ہوا۔

اب اگر حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا جانشین ہونا ہے تو ضرور ہے اللہ اس کو اخلاقِ احمدی سے کچھ حصہ عنایت فرما دے۔ اس کے کلام میں اثر ہو اس کی دعا اور باطنی توجہ کا یہ اثر ہو کہ اس کے معتقدین کے دلوں سے گناہ دور ہوں اور گناہوں سے پاک ہونے کی وجہ سے دل اس قابل ہو جاتے کہ علم و حکمت کی باتیں اس پر کھولی جائیں۔ میں معجزہ کا منکر نہیں۔ میں کرامات اولیاء کو حق مانتا ہوں لیکن میں سب سے بڑھ کر کرامت یہی جانتا ہوں کہ بگڑے ہوئے دل کو کوئی سنوار دے۔ تو بس میاں ہم تو اس کے قائل ہیں ؎

ابن مریم ہوا کرے کوئی ✤ میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

جناب مولوی حکیم نورالدین صاحب اگر جناب مرزا غلام احمد صاحب کی کرامات اور پیشگوئیوں کا ذکر کرتے تو ہم پر کچھ اثر نہ ہوتا لیکن بات انہوں نے کہی ایسی کہ کھٹ سے دل میں لگی۔" (باقی)

خطرناک حالت!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ھیں:۔

"جو شخص جرأت کے ساتھ گناہ، فسق و فجور اور معصیت میں مبتلا ہوتا ہے وہ خطرناک حالت میں ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا عذاب اسکی تاک میں ہوتا ہے اگر بار بار اللہ کریم کا رحم چاہتے ہو تو تقویٰ اختیار کرو اور وہ سب باتیں جو خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہیں چھوڑ دو۔ جب تک خوفِ الٰہی کی حالت نہ ہو تب تک حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتا۔"

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۳۶۹، ۳۷۰)

کلیسا نے اخلاقی بے راہ روی کے آگے ہتھیار ڈال دیئے

خود مغرب کے عیسائی ممالک میں عیسائیت کا عبرتناک انجام

آج مغرب کے عیسائی ممالک میں جس وسیع پیمانہ پر بے حیائی اور بدکاری پھیلی ہوئی ہے اور اس کی وجہ سے معاشرہ میں جس ہمالیائی انداز میں دن بدن فساد بڑھتا اور پھیلتا جارہا ہے اس کا تذکرہ وہاں کے اخبارات میں اکثر ہوتا رہتا ہے۔ اس اخلاقی بے راہ روی کے سدِ باب کے طریقوں پر غور کرنے کے لئے کلیساؤں کی برطانوی کونسل (دی برٹش کونسل آف چرچز) نے آج سے دو سال قبل تیرہ نامی گرامی پادریوں پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی تھی۔ اس کمیٹی کے سپرد یہ کام کیا گیا تھا کہ وہ اخلاقی بے راہ روی کے اسباب وعوامل اور اس کی موجودہ صورت حال کا جائزہ لے کر عیسائی ضابطۂ اخلاق کی روشنی میں اصلاح احوال کی تجاویز مرتب کرے۔ کمیٹی نے دو سال کے غور وخوض کے بعد ۶۰ صفحات پر مشتمل جو رپورٹ کونسل کو پیش کی ہے وہ اکتوبر ۱۹۶۶ء کے تیسرے ہفتے میں ایک علیحدہ پمفلٹ کی صورت میں شائع ہو کر منظرِ عام پر آچکی ہے۔ رپورٹ کے مارکیٹ میں آنے کی دیر تھی کہ اس کے طبع اوّل کی چار ہزار کاپیاں ایک ہی دن میں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئیں۔ بڑھتی ہوئی مانگ کے پیشِ نظر چند دن کے اندر اندر اس کے چار ایڈیشن شائع کرنے پڑے اور وہ بھی ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئے ہیں۔ یہ رپورٹ برطانوی کلیسا کی طرف سے شائع ہونے والی ایک عجیب وغریب دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے اس لئے کہ اس میں بڑھتی ہوئی بے حیائی اور بدکاری کے سدِ باب کی تجاویز پیش کرنے کی بجائے اس بدکاری اور بے حیائی کو ایک حد تک مذہب کے نام پر گوارا کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ العجب ثم العجب کہ یہ سفارش کرنے والے عوام کالانعام کے نمائندے یا دہریئے اور بے راہ رو قسم کے غیر مذہبی لوگ نہیں ہیں بلکہ چشم بد دور کلیسائے انگلستان کے نامی گرامی پادری کہلا ہیا سے

خامہ انگشت بدنداں کہ اسے کیا لکھئے
ناطقہ سر بہ گریباں کہ اسے کیا کہئے

اس رپورٹ کے متعلق امریکہ کے رسالہ "نیوز ویک" نے اپنے ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۶ء کے شمارہ میں جو نوٹ شائع کیا ہے اُس سے اس رپورٹ کے مندرجات کے ماحصل سے آگاہ ہونے میں کافی مدد ملتی ہے۔ چنانچہ ہم اُس نوٹ کے ایک حصہ کا اردو ترجمہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔ رسالہ مذکور رقم طراز ہے کہ :۔

"کلیسا کی طرف سے شائع ہونے والی مطبوعات میں سے جنسیات پر لکھی جانے والی کتابیں سب سے زیادہ فروخت ہوتی ہیں۔ اِس کے ثبوت میں "جنس اور اخلاقیات" کے موضوع پر ۷۶ صفحہ کی اُس رپورٹ کو بطور مثال پیش کیا جاسکتا ہے جو گزشتہ ہفتہ برٹش کونسل آف چرچز کو پیش کی گئی ہے۔ اس کے طبع اوّل کی پہلی چار ہزار کاپیاں ایک ہی دن میں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئیں۔ بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے کے لئے پمفلٹ مذکور کے یکے بعد دیگرے چار ایڈیشن شائع کرنا پڑے۔ لندن کے اخبارات نے اس رپورٹ کی خبر کو صفحہ اوّل پر جلی عنوانات کے ساتھ شائع کیا۔ "سنڈے ٹیلی گراف" نے عنوان جمایا :۔ "اہل کلیسا نے جنسی بے راہ روی کی مذمت کرنے سے انکار کر دیا" "اور نیوز آف دی ورلڈ" نے اِس خبر کو اس عنوان کے تحت شائع کیا :۔ "صدمہ پہنچانے والی رپورٹ"

"رپورٹ کی جس بات نے نیک اور بد دونوں قسم کے لوگوں میں یکساں طور پر ایک ہلچل مچادی ہے وہ یہ ہے کہ رپورٹ میں ہر نوع کی بدکاری کو خواہ غیر شادی شدہ اس کے مرتکب ہوں یا شادی شدہ، حتمی طور پر گناہ قرار دینے اور اس کی کھلی کھلی مذمت کرنے سے انکار کر دیا گیا ہے۔ برخلاف اس کے تیرہ پادریوں، ڈاکٹروں اور ماہرین تعلیم پر مشتمل کمیٹی نے اس پمفلٹ میں دس احکام کے تعلق میں "تو نہ کر" کے واضح اور معین الفاظ کو ترک کر کے "بہتر ہے کہ تو نہ کرے" کے نرم اور مبہم الفاظ کو ترجیح دی ہے۔ کمیٹی کے ممبران نے انتباہ کے رنگ میں کہا یہ ہے کہ عصمت سے متعلق کوئی قانون، اصول یا ہدایت ان گوناگوں اور پیچیدہ حالتوں پر حاوی نہیں ہو سکتی جس میں لا اوقات مرد اور عورتیں اپنے آپ کو پاتے ہیں۔

عوام کے جنسی کردار سے متعلق دوسرے امور کے بارہ میں کمیٹی نے کس قدر واضح اور حتمی موقف اختیار کیا ہے اور وہ یہ کہ اس نے اسقاطِ حمل سے متعلق زیادہ نرم قوانین نافذ کرنے پر زور دیا ہے اور اس بات کی بھی حمایت کی ہے کہ غیر شادی شدہ لوگوں کو مشورہ کی حد تک بہ حفظ کنٹرول کے طریقوں سے آگاہ کیا جائے کمیٹی نے MASTURBATION کے بارہ میں بھی روادارانہ نظریہ اختیار کیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اعصابی کھچاؤ دور کرنے والے دوسرے سکون بخش ذرائع کی عدم موجودگی میں اگر اسے اختیار کیا جائے تو اس سے کسی کو کیا نقصان پہنچنے کا احتمال ہو سکتا ہے"

(نیوز ویک - ۳۱ ر اکتوبر ۶۶ء صـ۴۷)

تیرہ[۱۳] نامی گرامی پادریوں کی یہ رپورٹ جس کا ماحصل "نیوز ویک" کے حوالہ سے ہم نے سطور بالا میں درج کیا ہے اِس امر کا ایک بیّن ثبوت ہے کہ مغرب کے عیسائی ممالک میں کلیسا نے بڑھتی ہوئی جنسی بے راہ روی سے عاجز آکر اس کے آگے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور اُس نے عیسائیت کی ناقص اور بعض لحاظ سے سراسر ناقابلِ عمل اخلاقی تعلیم کو ناکارہ محض پاکر اصلاحِ احوال کی کوئی اور صورت اختیار کرنے کی بجائے لوگوں کی اخلاقی بے راہ روی کو گوارا کرنے پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ کسی معاشرہ کی اس سے بڑھ کر بدبختی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اُس میں مذہبی اقتدار کے وہ علمبردار جن پر اخلاقی اصلاح کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ خود ہی عاجز آکر جنسی بے راہ روی اور اخلاقی فساد کو گوارا کرنے پر آمادہ ہو جائیں اور اس خاطر اُن مذہبی احکام کو جنہیں وہ خدا کی طرف سے نازل شدہ تسلیم کرتے ہیں بدلنے میں بھی کوئی عار محسوس نہ کریں۔

بائیبل میں درج شدہ موسیٰ کے دس احکام میں سے ساتواں نہایت واضح معین اور حتمی حکم یہ ہے کہ ——— "تُو زنا کا مرتکب نہ ہو" ——— رپورٹ میں اس کو بدل کر کہا یہ گیا ہے کہ ——— "بہتر ہے کہ تُو زنا کا مرتکب نہ ہو" ——— اس انتہائی افسوسناک تحریف کے نتیجہ میں اِس واضح اور قطعی حکم کی ساری اہمیت اور اس کی شدّت ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔ گویا بے راہ رو عوام کو کھلی چھٹی دے دی گئی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اس حکم پر عمل کریں اور اگر نہ چاہیں تو نہ کریں۔ عمل کریں تو بہتر ہے اور اگر نہ کریں تو خیر۔ مغرب کے گناہ آلود ہی نہیں بلکہ گناہ افروز معاشرہ کی اصلاح کے سلسلہ میں عیسائیت کا عاجز آکر خود اس کا مؤید بن جانا اس کے عبرت ناک انجام پر دلالت کرتا ہے۔ بھلا ایسی صورت میں وہاں عیسائیت کا وجود برقرار رہ سکتا ہے؟ ظاہر ہے کہ نہیں اور ہرگز نہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ مغرب میں عیسائیت کو یہ روزِ بد جو اس کے عبرت ناک انجام کا آئینہ دار ہے

کیوں دیکھنا پڑا۔ اس کی وجہ عیسائیت کے مروجہ عقائد ہیں جن کی بنیاد الوہیت مسیح اور کفارہ وغیرہ پر ہے۔ جب شریعت کو لعنت قرار دے کر یہ تسلیم کر لیا گیا کہ مسیح نے صلیب پر جان دے کر تمام انسانوں کے پچھلے اور اگلے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا تو کفارہ پر ایمان رکھنے والوں کو کیا غرض پڑی ہے کہ وہ شرعی احکام کی پرواہ کرتے ہوئے نیک اعمال بجا لائیں۔ وہ تو گناہ کریں گے اور ضرور کریں گے اور بڑی دلیری سے کریں گے کیونکہ کفارہ تو پہلے ہی ادا ہو چکا۔

بانی سلسلۂ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے ستر سال قبل ہی دنیائے عیسائیت کو ان عقائد کی بناء پر اس کے عبرت ناک انجام سے خبردار کر دیا تھا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا تھا:۔

"جن اصولوں کو (یعنی کفارہ وغیرہ کو۔ ناقل) عیسائی قوم مانتی ہے وہ اصول خود جرائم مثل زنا، قمار بازی کے محرک ہیں۔ ان کی اصطلاح سے تو اب گناہ، گناہ نہ رہنے چاہئیں۔ گویا وہ گناہ سے ایسے بے پرواہ ہو گئے جیسے شاکت مت والے" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۵۴)

نیز مزید فرمایا:۔

"عیسائیت نے دنیا کو جو فائدہ پہنچایا ہے وہ ظاہر امر ہے خود عیسائیوں نے اس امر کو قبول کیا ہے کہ عیسائیت کے ذریعہ بہت سی بد اخلاقیاں دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ کیونکہ جب انسان کو تعلیم ملے کہ اس کے گناہ کسی دوسرے کے ذمہ ہو چکے تو وہ گناہ کرنے پر دلیر ہو جاتا ہے۔ گناہ نوعِ انسان کے لئے ایک خطرناک زہر ہے جو عیسائیت نے پھیلائی ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۳۴۳)

اسی طرح حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے شریعت کو لعنت قرار دینے کے عیسائی عقیدہ اور اس کی ہلاکت آفرینی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جب ان میں شریعت کوئی نہیں ہے تو اگر ان کو کہا جائے کہ نجاست کھاؤ تو کھا سکتے ہیں۔ اور ماں کے ساتھ زنا کریں تو کر سکتے ہیں۔ پھر تعجب ہے کہ یہ لوگ کپڑا کیوں پہنتے ہیں کیونکہ ان کو مذہب (شریعت) سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ برائے نام گناہ! گناہ! کرتے ہیں۔ اور اصل میں چاہتے ہیں کہ ہر ایک گناہ کو چالاکی سے ہضم کر لیں۔ جب ہر ایک قسم کی بدکاری کرنے پر وہ تیار ہیں تو پھر گناہ کیا شے ہے۔"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۰۶)

اس وقت عیسائیوں نے حضرت بانی سلسلۂ احمدیہ علیہ السلام کے اس انتباہ پر کان نہ دھرا بلکہ الٹا اس

کی مخالفت کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی لیکن بالآخر شریعت کو لعنت قرار دینے نیز کفارہ اور تثلیث وغیرہ عقائد اختیار کرنے کا انجام وہی ہوا جس کی حضرت بانی سلسلۂ احمدیہ علیہ السلام نے آج سے ستر سال قبل نشان دہی فرمائی تھی۔ مغرب کی عیسائی اقوام ان باطل عقائد کے زیر اثر بڑی دلیری کے ساتھ گناہوں میں ملوث ہوتی چلی گئیں حتیٰ کہ اب خود پادری بھی جو ساری دنیا کو نجات کا راستہ دکھانے کے مدعی تھے۔ ان عقائد باطلہ کے نتیجہ میں پھیلنے والی جنسی بے راہ روی کے آگے اتنے عاجز آچکے ہیں کہ وہ مذہب کے نام پر اس بے راہ روی کو گوارا کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔

انہیں یہ امر فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ ان باطل عقائد سے چمٹے رہنے اور جنسی بے راہ روی کے آگے ہتھیار ڈالنے سے معاشرہ میں گند اور فساد اور زیادہ بڑھے گا۔ اس کا ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ الوہیت مسیح اور کفارہ ایسے گناہوں کے محرک باطل عقائد سے باز آکر اسلام کی پیش کردہ حقیقی توحید پر ایمان لائیں اور گناہوں سے نجات پانے کے قرآنی طریق پر عمل پیرا ہو کر حقیقی تزکیہ حاصل کریں۔ اس کے بغیر مغربی معاشرہ کا فساد بڑھتا ہی جائے گا۔

باطل عقائد سے چمٹے رہنے کا ہولناک خمیازہ بھگتنے کے بعد بالآخر یورپ اور امریکہ کے روحانی اعتبار سے تباہ حال لوگوں کو اصلاحِ احوال کے لئے اسلام کی آغوش میں آنا ہی پڑے گا۔ اس کے بغیر نہ معاشرہ کا ہولناک فساد دور ہوگا اور نہ انہیں وہ اطمینانِ قلب میسر آئے گا جس کے لئے ان کی روحیں تڑپ رہی ہیں ایسا ہو کر رہے گا کیونکہ یہ خدائی تقدیر ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت بدل نہیں سکتی۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو جنہوں نے آج سے ستر سال قبل اہل مغرب کے اصل مرض کی نشاندھی فرمائی تھی اسی لئے مبعوث کیا ہے کہ آپؑ ان عیسائیت زدہ مغربی اقوام کو بھی اسلام کی آغوش میں لاکر تباھی سے بچائیں چنانچہ آپؑ اس خدائی تقدیر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"عیسائیوں کے حملے اسلام پر اس صدی میں بہت تیزی کے ساتھ ہوئے ہیں۔ اُن کی زبان درازی اور چھیڑ چھاڑ بہت بڑھ گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ چاہتا تو ایک دم میں ان کی مخالفانہ کارروائیوں کا فیصلہ کر دیتا۔ مگر وہ اپنا فیصلہ روز روشن کی طرح دکھانا چاہتا ہے اب وقت آگیا ہے کہ اس مذہب کی حقیقت دنیا پر کھل جاوے۔ شیطان کی آدم کے ساتھ یہ آخری جنگ ہے۔ ملائکۃ اللہ آدم کے ساتھ ہیں۔ اور اب شیطان ہمیشہ کے لیئے ہلاک کر دیا جائے گا۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر میری طرف سے اِس مُردہ پرستی کے دور کرنے کے لیئے کوئی تحریک نہ بھی ہوتی اور خدا تعالےٰ مجھے بھی نہ بھیجتا تب بھی

اس مذہب کی حالت ایسی ہو چکی تھی کہ یہ خود بخود نمک کی طرح پگھل جاتا۔ میں خدا تعالیٰ کی تائیدوں اور نصرتوں کو دیکھ رہا ہوں جو وہ اسلام کے لئے ظاہر کر رہا ہے۔ اور میں اس نظارہ کو دیکھ رہا ہوں جو موت کا اس صلیبی مذہب پر آنے کو ہے۔ اس مذہب کی بنیاد محض ایک لعنتی لکڑی پر ہے جس کو دیمک کھا چکی ہے اور یہ بوسیدہ لکڑی اسلام کے زبردست دلائل کے سامنے اب ٹھہر نہیں سکتی۔ اس عمارت کی بنیادیں کھوکھلی ہو چکی ہیں۔ اب وقت آتا ہے کہ یک دم یورپ اور امریکہ کے لوگوں کو اسلام کی طرف توجہ ہوگی اور وہ اس مُردہ پرستی کے مذہب سے بیزار ہو کر حقیقی مذہب یعنی اسلام کو اپنی نجات کا ذریعہ یقین کریں گے۔"

(ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۱۳۶-۱۳۷)

علم انعامی انصار اللہ

امسال حسن کارکردگی کے لحاظ سے علم انعامی کی مستحق مجلس انصار اللہ پشاور قرار دی گئی ہے اجتماع انصار اللہ مرکزیہ کے موقع پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۸ر اکتوبر کو اپنے دست مبارک سے علم مجلس پشاور کے زعیم اعلیٰ مکرم چوہدری رکن الدین صاحب کو عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مجلس پشاور کے لئے یہ اعزاز مبارک کرے۔ آمین۔

دوسرے نمبر پر مجلس کراچی اور تیسرے نمبر پر مجلس انصار اللہ کوئٹہ قرار پائیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

قائد عمومی
مجلس انصار اللہ مرکزیہ

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ عنہ کی وفات پر عالمگیر مجلس انصار اللہ کی قرارداد تعزیت

انصار اللہ کے گیارہویں سالانہ اجتماع کے افتتاحی اجلاس منعقدہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۶ء میں محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل قائد تربیت نے عالمگیر مجلس انصار اللہ کی طرف سے حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر حسب ذیل تعزیتی قرارداد پیش کی جو بالاتفاق منظور ہوئی:۔

"مجلس انصار اللہ کا یہ عالمگیر اجلاس سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مایۂ ناز عالم، کامیاب مناظر، بہترین مقرر، عاشقِ رسولؐ، خالدِ احمدیت اور مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے قائد تعلیم حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر گہرے رنج و الم اور دلی صدمہ کا اظہار کرتا ہے مرحوم نے اپنی ساری عمر اشاعت اسلام کے لئے وقف رکھی اور اس کے لئے ہر قربانی پیش کی ملک کے اندر بھی اور باہر بھی مرحوم کو خدا کے فضل سے احمدیت کی تبلیغ کی خاص توفیق ملی چنانچہ دمشق، فلسطین، مصر اور انگلستان میں آپ نے جو تبلیغی فرائض سرانجام دیئے وہ تاریخ احمدیت میں ہمیشہ یاد رہیں گے۔ اسی دوران میں ایک بار آپ زخمی بھی ہوئے۔ صدر انجمن احمدیہ میں مختلف عہدوں پر نمایاں خدمات سرانجام دینے کی توفیق پائی۔ انصار اللہ کے کاموں میں آپ بے حد دلچسپی لیتے اور مجلس ان کی صائب رائے اور گرانبہا مشوروں سے مستفید ہوتی۔ مرکزی سالانہ اجتماعات کے پروگرام میں حضرت مولوی صاحب رضؓ کا خاص حصہ ہوتا۔ بیرونی مجالس کے اجتماعات انصار اللہ میں آپ مرکزی نمائندہ کی حیثیت سے شرکت فرما کر انصار اللہ کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ غرض احمدیت کے اس مرد مجاہد نے ہر میدان میں، کیا تربیتی، کیا تنظیمی اور کیا تبلیغی، نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ اب یہ قیمتی وجود ہم سے جدا ہو چکا ہے۔ ہم خدا کی رضا پر راضی ہیں اور دست بدعا ہیں کہ وہ تا قیامت احمدیت میں ایسے وجود کثرت سے پیدا کرتا رہے، جو مولانا شمس مرحوم کی طرح اپنا سب کچھ خدا تعالیٰ کے لئے قربان کر دینے پر ہمیشہ آمادہ رہیں۔ بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس مرحومؓ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے کر اپنے قربِ خاص سے نوازے۔ آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ آپ کے بچوں اور دیگر اقرباء کا حافظ و ناصر ہو۔ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپؓ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین یارب العالمین۔"

(ہم ہیں ممبران عالمگیر مجلس انصار اللہ)

فیصلہ جات شوریٰ انصاراللہ ۱۹۶۶ء

مجلس شوریٰ انصاراللہ ۱۹۶۶ء کی سفارش پر سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل فیصلہ جات کی منظوری عطا فرمائی ہے تمام مجالس نوٹ فرمالیں:-

۱- علاقائی مجالس کو اعلیٰ کارکردگی کے صلہ میں خوشنودی کے لئے سرٹیفکیٹس دیئے جایا کریں تاکہ سبقت لے جانے کا جذبہ ترقی کرے۔

۲- مروجہ دستور کے مطابق علم انعامی مجلس انصاراللہ کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر تقسیم کیا جاتا ہے ہمارا سال یکم جنوری سے شروع ہوتا ہے سال بھر کی کارکردگی کا جائزہ لے کر علم انعامی کی مستحق مجلس کا فیصلہ کرنا زیادہ مستحسن ہوگا۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر کارکردگی کا جائزہ لے کر خلیفہ وقت ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز سے درخواست کی جایا کرے کہ وہ علم انعامی جلسہ سالانہ کے موقع پر مستحق مجلس کو اپنے دستِ مبارک سے عطا فرمایا کریں۔ اس طرح مسابقت کی روح ترقی کرے گی۔

۳- جملہ قائدین شعبہ جات کی سالانہ رپورٹس جو وہ سالانہ اجتماع کے موقع پر پیش کیا کریں ان کا خلاصہ ماہنامہ انصاراللہ میں شائع ہونا چاہیئے۔ کل تعداد اتنے صفحات کی جن میں رپورٹس کا خلاصہ ہو علیحدہ بھی شائع کرکے مجالس میں بھجوادی جایا کرے۔

۴- مشرقی پاکستان میں بزرگوں کا کم از کم ایک وفد جو ایک یا دو افراد پر مشتمل ہو بھیجا جائے جو ایک ماہ تک مجالس انصاراللہ مشرقی پاکستان کا دورہ کرے۔

۵- انصاراللہ کے نماز باجماعت کے اہتمام کے سلسلہ میں زعماء صاحبان کو اس کی تلقین کا پوری طرح ذمہ دار قرار دیا جائے۔

۶- منظورہ بجٹ آمد و خرچ ۱۹۶۷ء ۵۰،۵۰۰ روپے۔

قائد عمومی
مجلس انصاراللہ مرکزیہ

-:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ نومبر ۱۹۶۶ء

۲۳/۲۵ ستمبر ۱۹۶۶ء کو قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے زیر اہتمام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف لطیف "کشتی نوح" کا امتحان لیا گیا تھا۔ اسکا نتیجہ ذیل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ اس امتحان میں مکرم محمد ابراہیم صاحب شاد چک نمبر ۱۱۷ چھور ضلع شیخوپورہ اوّل اور مکرم میاں عبد القیوم صاحب ایم۔ اے کوئٹہ دوم رہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ آمین

قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ

نتیجہ امتحان سہ ماہی سوم ۱۹۶۶ء

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندہ	ڈویژن	نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندہ	ڈویژن
پشاور	۱	مکرم عبد الغفور صاحب	دوم	چک ۱۱۷ چھور	۱۷	مکرم سید علی ہاشمی صاحب	اوّل
	۲	" عبد القدوس صاحب	دوم		۱۸	" محمد ابراہیم صاحب شاد (اوّل)	اوّل
	۳	" مرزا عبد المجید صاحب	اوّل	سانگلہ ہل	۱۹	" حکیم برکت اللہ صاحب بھٹی	"
	۴	" چوہدری رکن الدین صاحب	دوم	مُلتان	۲۰	" ڈاکٹر رفیق احمد صاحب بوریوالہ	دوم
	۵	" عبد السلام خانصاحب	"	مُلتان شہر	۲۱	" یار محمد صاحب	"
	۶	" محمود احمد صاحب	اوّل		۲۲	" امیر احمد صاحب	اوّل
	۷	" محمد الطاف صاحب	دوم		۲۳	" میاں غلام رسول صاحب	"
	۸	" میاں عبد الرشید صاحب	"		۲۴	" میاں عبد الرحیم صاحب	دوم
	۹	" خلیل الرحمٰن صاحب	اوّل	خانیوال	۲۵	" چوہدری شریف احمد صاحب	اوّل
	۱۰	" نیاز قطب احمد صاحب بٹ	دوم		۲۶	" مرزا احمد دین صاحب	"
	۱۱	" عبد الکریم صاحب	"	لائل پور	۲۷	" مختار احمد صاحب	دوم
شیخوپورہ	۱۲	" قریشی بشیر احمد صاحب	اوّل	(ڈگھو وال چک ۱۳۱)	۲۸	" چوہدری محمد یعقوب صاحب	اوّل
آنبہ کرم پور	۱۳	" حکیم عبد العزیز صاحب	دوم	گھسیٹ پورہ	۲۹	" ماسٹر محمد شفیع صاحب	"
	۱۴	" چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب	"		۳۰	" ایم عبد الحمید صاحب	"
	۱۵	" حکیم عبد الرحمٰن صاحب	"		۳۱	" رحمت اللہ صاحب	دوم
	۱۶	" محمد موسیٰ صاحب	"		۳۲	" رشید احمد صاحب	"

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندہ	ڈویژن	نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندہ	ڈویژن
	۳۳	مکرم قریشی محمد خورشید صاحب	دوم		۶۰	مکرم ملک محمد اشرف خانصاحب	اوّل
جہلم دوالمیال	۳۴	" میجر حبیب اللہ خانصاحب	اوّل		۶۱	" چوہدری نذیر احمد صاحب	"
	۳۵	" ملک عبدالرحمٰن صاحب	"		۶۲	" شیخ خلیل الرحمٰن صاحب	"
گجرات۔ گوئیکی	۳۶	" پیر محمد اکبر صاحب سقراط	"		۶۳	" مسعود احمد صاحب خورشید	"
	۳۷	" خوشی محمد صاحب	"		۶۴	" محمد عبداللہ صاحب مہر	"
	۳۸	" منشی احمد خانصاحب	دوم		۶۵	" عبدالرحیم بیگ صاحب	"
	۳۹	" پیرزادہ فیض عالم صاحب	اوّل		۶۶	" محمد ابراہیم صاحب	"
شادیوال	۴۰	" محمد شفیع صاحب	"		۶۷	" چوہدری عزیز اللہ صاحب	"
مرالہ	۴۱	" شاہ محمد صاحب	"		۶۸	" سید محمد یوسف شاہ صاحب	"
منڈی بہاؤالدین	۴۲	" چوہدری نذیر احمد صاحب	دوم	منٹگمری	۶۹	" علی محمد صاحب مسلّم	"
کوئٹہ	۴۳	" صوبیدار نوابدین صاحب	اوّل		۷۰	" محمد افضل صاحب	دوم
	۴۴	" محمد عبدالقیوم صاحب	"		۷۱	" محمد سعید صاحب	"
	۴۵	" میاں عبدالقیوم صاحب ایم۔اے (دوم)	"		۷۲	" نصیر احمد صاحب	اوّل
	۴۶	" مستری جلال الدین صاحب	دوم		۷۳	" شیخ محمد عبدالرشید صاحب	"
	۴۷	" محمد عیسیٰ صاحب	اوّل	دیپالپور	۷۴	" شیخ محمد اقبال صاحب ایڈووکیٹ	"
	۴۸	" احمد الدین صاحب بٹ	دوم	اوکاڑہ	۷۵	" فضل الدین صاحب	دوم
	۴۹	" محمد اسحاق صاحب عابد	اوّل		۷۶	" محمد حسین صاحب	اوّل
	۵۰	" بشیر احمد صاحب سکھری	"	راولپنڈی	۷۷	" چوہدری عبدالحق صاحب ورک	"
	۵۱	" مرزا احمد فاضل صاحب	"		۷۸	" سیّد منظور علی صاحب	دوم
	۵۲	" چوہدری عبداللہ صاحب ڈار	"		۷۹	" عبدالرحمٰن صاحب مغل	"
	۵۳	" ملک غلام حسین صاحب	"		۸۰	" عبدالقادر صاحب	اوّل
	۵۴	" فیض الحق صاحب	"		۸۱	" قاضی محمد منیر صاحب	"
	۵۵	" محمد حنیف صاحب	"		۸۲	" محمد محمود خانصاحب سنوری	"
	۵۶	" سید عبدالرشید صاحب	"		۸۳	" بشیر احمد صاحب بھٹی	"
	۵۷	" مرزا احمد صادق صاحب	"	جھنگ	۸۴	" عنایت احمد صاحب	"
فورٹ سنڈیمن	۵۸	" مستری لال خانصاحب	سوم		۸۵	" احمد دین صاحب	دوم
کراچی	۵۹	" ملک نصیر احمد صاحب	اوّل		۸۶	" شریف احمد صاحب	"

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندہ	ڈویژن
	۸۷	مکرم میاں سراجدین صاحب	اوّل
ربوہ دارالرحمت شرقی	۸۸	،، مستری امام الدین صاحب	دوم
	۸۹	،، مرزا برکت علی احمد صاحب	اوّل
	۹۰	،، عبدالقدیر صاحب	،،
	۹۱	،، ماسٹر محمد یوسف صاحب	،،
دارالرحمت فیکٹری ایریا	۹۲	،، احمد حسین صاحب کاتب	دوم
دارالرحمت غلہ منڈی	۹۳	،، کیپٹن محمد سعید صاحب	اوّل
	۹۴	،، حکیم عبدالرحمٰن شاہ صاحب	،،
	۹۵	،، صوفی نذیر احمد صاحب	،،
	۹۶	،، صوفی عطا محمد صاحب	،،
دارالرحمت شرقی	۹۷	،، عبدالمومن صاحب	،،
دارالصدر غربی الف	۹۸	،، چوہدری عبدالعزیز صاحب	،،
	۹۹	،، چوہدری محفوظ الرحمٰن صاحب	،،
دارالصدر شرقی	۱۰۰	،، ماسٹر حمید احمد صاحب سنیاسی	،،
دارالبرکات	۱۰۱	،، ماسٹر ضیاء الدین صاحب ارشد	،،
	۱۰۲	،، مولوی امام علی صاحب انصاری	،،
	۱۰۳	،، غلام حیدر صاحب	،،
نواب شاہ	۱۰۴	،، محمد یوسف صاحب	دوم
	۱۰۵	،، عبدالکریم صاحب	،،
	۱۰۶	،، ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب	،،
سکھر	۱۰۷	،، قریشی عبدالرحمٰن صاحب	اوّل
	۱۰۸	،، غلام محمد صاحب	،،
	۱۰۹	،، صوفی محمد رفیع صاحب	،،
مسن باڑہ	۱۱۰	،، علیم الدین صاحب	دوم
کھنڈو	۱۱۱	،، عبدالغفور صاحب	اوّل
سیالکوٹ	۱۱۲	،، محمد اقبال صاحب	،،
سرگودہا چک ۱۶۸/۱۶۱ منگلا	۱۱۳	،، اللہ بخش صاحب اوّل	دوم
	۱۱۴	مکرم سید بشیر احمد شاہ صاحب	اوّل
	۱۱۵	،، عبدالرحمٰن صاحب	،،
تخت ہزارہ	۱۱۶	،، عنایت اللہ صاحب	،،
گوجرانوالہ اکالگڑھ	۱۱۷	،، محمد عثمان صاحب	،،
وزیر آباد	۱۱۸	،، میر ظفر علی صاحب	دوم
	۱۱۹	،، برکت علی صاحب	،،
گرمولا ورکاں	۱۲۰	،، ماسٹر بشیر احمد صاحب	اوّل
	۱۲۱	،، خواجہ عبدالعزیز صاحب	،،
کنزی۔ حیدرآباد	۱۲۲	،، فضل الدین صاحب	،،
	۱۲۳	،، مقصود احمد خانصاحب	،،
	۱۲۴	،، سید بشیر حسین شاہ صاحب	دوم
محمد آباد اسٹیٹ	۱۲۵	،، منشی سلطان احمد صاحب	اوّل
	۱۲۶	،، پیر محمد صاحب	،،
	۱۲۷	،، ولی محمد صاحب	،،
	۱۲۸	،، محمد حسین صاحب	،،
چک نمبر ۲۷/A کاچیلو	۱۲۹	،، صوفی غلام محمد صاحب	،،
بہاول نگر	۱۳۰	،، چوہدری غلام نبی صاحب	،،
	۱۳۱	،، ایس ایم اقبال صاحب	دوم
	۱۳۲	،، خان میر خانصاحب	،،
سانگلہ ہل	۱۳۳	،، شیخ عبدالرشید صاحب	اوّل
کوئٹہ	۱۳۴	،، مہر عبدالحق صاحب جنجوعہ	،،
کراچی	۱۳۵	،، آفتاب احمد بسمل صاحب	،،
پشاور	۱۳۶	،، خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب	دوم
	۱۳۷	،، مرزا البشیر احمد صاحب	اوّل
گجرات	۱۳۸	،، میاں محمد اسحٰق صاحب	،،
کریم نگر فارم	۱۳۹	،، محمد عبداللہ صاحب	دوم
محمد آباد ضلع تھرپارکر	۱۴۰	،، ثناء اللہ صاحب	،،

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندہ	ڈویژن	نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندہ	ڈویژن
	۱۴۱	مکرم منشی محمد صادق صاحب	دوم	جہلم شہر	۱۴۶	مکرم حکیم محمد عبداللہ صاحب	اوّل
	۱۴۲	" منشی منیر احمد صاحب	"		۱۴۷	" مولوی عبدالکریم صاحب	"
	۱۴۳	" غلام احمد صاحب	"		۱۴۸	" چوہدری عبدالعزیز صاحب	"
	۱۴۴	" مشتاق احمد صاحب	اوّل		۱۴۹	" ماسٹر عبدالحلیم صاحب	"
	۱۴۵	" رحیم بخش صاحب	"				

نتیجہ معیار دوم

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندہ	ڈویژن	نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندہ	ڈویژن
دارالصدر غربی	۱	مکرم غلام محمد صاحب	اوّل		۱۴	مکرم ماسٹر اللہ دتا صاحب	سوم
چک نمبر ۲۷/A کاہچیلو	۲	" عبدالعزیز صاحب خالد	دوم		۱۵	" پیر محمد اکبر شاہ صاحب	اوّل
کھنڈو	۳	" حافظ رضا محمد صاحب نابینا	اوّل	دھاروالی شیخوپورہ	۱۶	" فتح عالم صاحب	دوم
چک نمبر ۲۷/A کاہچیلو	۴	" میاں فضل دین صاحب	دوم		۱۷	" نذیر احمد صاحب	"
کنزی	۵	" ڈاکٹر عبدالقادر صاحب	اوّل	بشیرآباد اسٹیٹ	۱۸	" فیروزدین صاحب	سوم
	۶	" سید عمر شاہ صاحب	"		۱۹	" نور محمد صاحب	"
	۷	" چوہدری اللہ بخش صاحب	دوم		۲۰	" غلام رسول صاحب	"
	۸	" ماسٹر محمد شریف صاحب	اوّل		۲۱	" محمد اقبال صاحب	دوم
	۹	" اکبر علی صاحب صحابی	دوم		۲۲	" ملک عبدالرحمٰن صاحب	سوم
گولیکی۔ گجرات	۱۰	" محمد نورالدین صاحب اجمل	اوّل		۲۳	" سربلند صاحب	دوم
	۱۱	" چوہدری علی احمد صاحب	"		۲۴	" عبدالرشید صاحب	"
	۱۲	" عبداللہ خان صاحب	"		۲۵	" محمد دین صاحب	سوم
	۱۳	" نواب خاں صاحب	سوم				

قائد تعلیم مجلس انصاراللہ مرکزیہ۔ ربوہ

کتبہ محمد ارشد ربوہ

ضیاء الاسلام پریس ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ـــــــ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ نومبر ۱۹۶۶ء

۲۳/۲۵ ستمبر ۱۹۶۶ء کو قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے زیر اہتمام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف لطیف "کشتی نوح" کا امتحان لیا گیا تھا۔ اس کا نتیجہ ذیل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ اس امتحان میں مکرم محمد ابراہیم صاحب شاد چک نمبر ۱۱۷ چہور ضلع شیخوپورہ اوّل اور مکرم میاں عبدالقیوم صاحب ایم۔ اے کوئٹہ دوم رہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ آمین

قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ

نتیجہ امتحان سہ ماہی سوم ۱۹۶۶ء

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندہ	ڈویژن
پشاور	۱	مکرم عبدالغفور صاحب	دوم
	۲	" عبدالقدوس صاحب	دوم
	۳	" مرزا عبدالمجید صاحب	اوّل
	۴	" چوہدری رکن الدین صاحب	دوم
	۵	" عبدالسلام خان صاحب	"
	۶	" محمود احمد صاحب	اوّل
	۷	" محمد الطاف صاحب	دوم
	۸	" میاں عبدالرشید صاحب	"
	۹	" خلیل الرحمٰن صاحب	اوّل
	۱۰	" نیاز قطب احمد صاحب بٹ	دوم
	۱۱	" عبدالکریم صاحب	"
شیخوپورہ	۱۲	" قریشی بشیر احمد صاحب	اوّل
آنبہ کرم پور	۱۳	" حکیم عبدالعزیز صاحب	دوم
	۱۴	" چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب	"
	۱۵	" حکیم عبدالرحمٰن صاحب	"
	۱۶	" محمد موسیٰ صاحب	"
چک ۱۱۷ چہور	۱۷	مکرم سید علی ہاشمی صاحب	اوّل
	۱۸	" محمد ابراہیم صاحب شاد (اوّل)	اوّل
سانگلہ ہل	۱۹	" حکیم برکت اللہ صاحب بھٹی	"
ملتان	۲۰	" ڈاکٹر رفیق احمد صاحب بڑیوالہ	دوم
ملتان شہر	۲۱	" یار محمد صاحب	"
	۲۲	" امیر احمد صاحب	اوّل
	۲۳	" میاں غلام رسول صاحب	"
	۲۴	" میاں عبدالرحیم صاحب	دوم
خانیوال	۲۵	" چوہدری شریف احمد صاحب	اوّل
	۲۶	" مرزا احمد دین صاحب	"
لائل پور	۲۷	" مختار احمد صاحب	دوم
(ڈگھو وال چک ۱۲۱)	۲۸	" چوہدری محمد یعقوب صاحب	اوّل
گھسیٹ پورہ	۲۹	" ماسٹر محمد شفیع صاحب	"
	۳۰	" ایم عبدالحمید صاحب	"
	۳۱	" رحمت اللہ صاحب	دوم
	۳۲	" رشید احمد صاحب	"

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندہ	ڈویژن
	۳۳	مکرم قریشی محمد خورشید صاحب	دوم
جہلم دوالمیال	۳۴	" میجر حبیب اللہ خانصاحب	اوّل
	۳۵	" ملک عبدالرحمٰن صاحب	"
گجرات. گولیکی	۳۶	" پیر محمد اکبر صاحب سقراط	"
	۳۷	" خوشی محمد صاحب	"
	۳۸	" منشی احمد خانصاحب	دوم
	۳۹	" پیرزادہ فیض عالم صاحب	اوّل
شادیوال	۴۰	" محمد شفیع صاحب	"
مرالہ	۴۱	" شاہ محمد صاحب	"
منڈی بہاؤالدین	۴۲	" چوہدری نذیر احمد صاحب	دوم
کوئٹہ	۴۳	" صوبیدار نوابدین صاحب	اوّل
	۴۴	" محمد عبدالقیوم صاحب	"
	۴۵	" میاں عبدالقیوم صاحب ایم-اے (دوم)	"
	۴۶	" مستری جلال الدین صاحب	دوم
	۴۷	" محمد عیسیٰ صاحب	اوّل
	۴۸	" احمد الدین صاحب بٹ	دوم
	۴۹	" محمد اسحاق صاحب عابد	اوّل
	۵۰	" بشیر احمد صاحب سکھری	"
	۵۱	" مرزا محمد فاضل صاحب	"
	۵۲	" چوہدری عبداللہ صاحب ڈار	"
	۵۳	" ملک غلام حسین صاحب	"
	۵۴	" فیض الحق صاحب	"
	۵۵	" محمد حنیف صاحب	"
	۵۶	" سید عبدالرشید صاحب	"
	۵۷	" مرزا محمد صادق صاحب	"
فورٹ سنڈیمن	۵۸	" مستری لال خانصاحب	سوم
کراچی	۵۹	" ملک نصیر احمد صاحب	اوّل
	۶۰	مکرم ملک محمد اشرف خانصاحب	اوّل
	۶۱	" چوہدری نذیر احمد صاحب	"
	۶۲	" شیخ خلیل الرحمٰن صاحب	"
	۶۳	" مسعود احمد صاحب خورشید	"
	۶۴	" محمد عبداللہ صاحب مہر	"
	۶۵	" عبدالرحیم بیگ صاحب	"
	۶۶	" محمد ابراہیم صاحب	"
	۶۷	" چوہدری عزیز اللہ صاحب	"
	۶۸	" سید محمد یوسف شاہ صاحب	"
منٹگمری	۶۹	" علی محمد صاحب مسلمؔ	"
	۷۰	" محمد افضل صاحب	دوم
	۷۱	" محمد سعید صاحب	"
	۷۲	" نصیر احمد صاحب	اوّل
	۷۳	" شیخ محمد عبدالرشید صاحب	"
دیپالپور	۷۴	" شیخ محمد اقبال صاحب ایڈووکیٹ	"
اوکاڑہ	۷۵	" فضل الدین صاحب	دوم
	۷۶	" محمد حسین صاحب	اوّل
راولپنڈی	۷۷	" چوہدری عبدالحق صاحب ورک	"
	۷۸	" سید منظور علی صاحب	دوم
	۷۹	" عبدالرحمٰن صاحب مغل	"
	۸۰	" عبدالقادر صاحب	اوّل
	۸۱	" قاضی محمد منیر صاحب	"
	۸۲	" محمد محمود خانصاحب سنوری	"
	۸۳	" بشیر احمد صاحب بھٹی	"
جھنگ	۸۴	" عنایت احمد صاحب	"
	۸۵	" احمد دین صاحب	دوم
	۸۶	" شریف احمد صاحب	"

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندہ	ڈویژن
	۸۷	مکرم میاں سراج دین صاحب	اوّل
ربوہ دارالرحمت شرقی	۸۸	" مستری امام الدین صاحب	دوم
	۸۹	" مرزا برکت علی احمد صاحب	اوّل
	۹۰	" عبدالقدیر صاحب	"
	۹۱	" ماسٹر محمد یوسف صاحب	"
دارالرحمت فیکٹری ایریا	۹۲	" احمد حسین صاحب کاتب	دوم
دارالرحمت غلہ منڈی	۹۳	" کیپٹن محمد سعید صاحب	اوّل
	۹۴	" حکیم عبدالرحمن شاہ صاحب	"
	۹۵	" صوفی نذیر احمد صاحب	"
	۹۶	" صوفی عطا محمد صاحب	"
دارالرحمت شرقی	۹۷	" عبدالمومن صاحب	"
دارالصدر غربی الف	۹۸	" چوہدری عبدالعزیز صاحب	"
	۹۹	" چوہدری محفوظ الرحمن صاحب	"
دارالصدر شرقی	۱۰۰	" ماسٹر حمید احمد صاحب سنیاسی	"
دارالبرکات	۱۰۱	" ماسٹر ضیاء الدین صاحب ارشد	"
	۱۰۲	" مولوی امام علی صاحب انصاری	"
	۱۰۳	" غلام حیدر صاحب	"
نواب شاہ	۱۰۴	" محمد یوسف صاحب	دوم
	۱۰۵	" عبدالکریم صاحب	"
	۱۰۶	" ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب	"
سکھر	۱۰۷	" قریشی عبدالرحمن صاحب	اوّل
	۱۰۸	" غلام محمد صاحب	"
	۱۰۹	" صوفی محمد رفیع صاحب	"
مسن باڈہ	۱۱۰	" علیم الدین صاحب	دوم
کھنڈو	۱۱۱	" عبدالغفور صاحب	اوّل
سیالکوٹ	۱۱۲	" محمد اقبال صاحب	"
سرگودہا چک ۱۶۸ شمالی	۱۱۳	" اللہ بخش صاحب	دوم

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندہ	ڈویژن
	۱۱۴	مکرم سید بشیر احمد شاہ صاحب	اول
	۱۱۵	" عبدالرحمن صاحب	"
تخت ہزارہ	۱۱۶	" عنایت اللہ صاحب	"
گوجرانوالہ اکالگڑھ	۱۱۷	" محمد عثمان صاحب	"
وزیر آباد	۱۱۸	" میر ظفر علی صاحب	دوم
	۱۱۹	" برکت علی صاحب	"
گرمولا ورکاں	۱۲۰	" ماسٹر بشیر احمد صاحب	اوّل
	۱۲۱	" خواجہ عبدالعزیز صاحب	"
کنری۔ حیدرآباد	۱۲۲	" فضل الدین صاحب	"
	۱۲۳	" مقصود احمد خان صاحب	"
	۱۲۴	" سید بشیر حسین شاہ صاحب	دوم
محمد آباد اسٹیٹ	۱۲۵	" منشی سلطان احمد صاحب	اوّل
	۱۲۶	" پیر محمد صاحب	"
	۱۲۷	" ولی محمد صاحب	"
	۱۲۸	" محمد حسین صاحب	"
چک ۲۷۰/۸ کاچیلو	۱۲۹	" صوفی غلام محمد صاحب	"
بہاول نگر	۱۳۰	" چوہدری غلام نبی صاحب	"
	۱۳۱	" ایس ایم اقبال صاحب	دوم
	۱۳۲	" خان میر خان صاحب	"
سانگھڑ	۱۳۳	" شیخ عبدالرشید صاحب	اوّل
کوئٹہ	۱۳۴	" مہر عبدالحق صاحب جنجوعہ	"
کراچی	۱۳۵	" آفتاب احمد بسمل صاحب	"
پشاور	۱۳۶	" خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب	دوم
	۱۳۷	" مرزا بشیر احمد صاحب	اوّل
گجرات	۱۳۸	" میاں محمد اسحٰق صاحب	"
کریم نگر فارم	۱۳۹	" محمد عبداللہ صاحب	دوم
محمد آباد ضلع تھرپارکر	۱۴۰	" ثناء اللہ صاحب	"

یہ مت سمجھو کہ ہم خود ہی بدیوں سے باز آسکتے ہیں

بدیوں کو روکنے والی قوت آسمان سے آتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

''یہ مت سمجھو کہ ہم بدیوں سے باز آ سکتے تھے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عیسائی اور یہودی موجود تھے اور توریت اور انجیل بھی موجود تھی۔ پھر تم خود بتاؤ کہ کیا وہ لوگ فسق وفجور اور ہر قسم کے جرائم اور معاصی سے باز آ گئے تھے ؟ نہیں ۔ بلکہ باوجود ان کتابوں کے موجود ہونے کے بھی وہ حدوداللہ سے نکل گئے تھے ۔ سنت اللہ یہی ہے کہ جب زمین فسق و فجور سے بھر جاتی ہے تو اس کے روکنے والی قوت آسمان سے آتی ہے ۔ اللہ تعالی ایک شخص کو آسمان سے بھیج دیتا ہے جس کے ذریعہ لوگوں کو توبہ کی توفیق ملتی ہے ۔ جو یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت موجود تھے وہ ہزار سال سے ویسے ہی رہے تھے ۔ لیکن جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں داخل ہو گئے وہ فرشتے بن گئے ۔ اگر انسان خود ہی کر سکتا تو بگڑتا ہی کیوں ؟ اور پھر نبیوں کی ضرورت ہی کیا تھی ؟ خدا تعالی کے مرسل اسی غرض کے لئے تو آیا کرتے ہیں اور ضرور آتے ہیں ۔ ہاں سنت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ جب خزاں کا وقت آتا ہے تو درختوں کے پتے گر جاتے ہیں ، نہ پھل ہوتا ہے نہ پھول ، نہ خوشبو ، بلکہ خوشبو کی جگہ بدبو ہوتی ہے ، اور خوبصورتی کی بجائے بدصورتی ہوتی ہے ۔ لیکن پھر یکدفعہ جب بہار کا موسم آتا ہے تو پھر تدریجی طور پر سب کچھ بحال ہو جاتا ہے ۔ یہی سلسلہ روحانی عالم میں ہے ۔ جب دیکھو کہ ایمان اور اعمال صالحہ میں خزاں کا دور شروع ہے اور ہر طرف پھل پھول اور پتے تک گر رہے ہیں تب سمجھو کہ بہار آئی ۔ انبیاء علیہم السلام کا وقت بہار سے مشابہ ہے ''

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۱۱۸)

طابع نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا